ہفت روزہ

# خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ نومبر ۱۹۶۲ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

# احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَیْنَ کَتِفَیْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔

(رواہ الترمذی)

**ترجمہ:-** حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے)

**تشریح:-** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اس معنوی خصوصیت کو حِسّی شکل میں بھی ظاہر کر دیا گیا تھا۔ کتبِ سابقہ میں بھی مہرِ نبوت آپ کی ایک علامت بتلائی گئی تھی۔ اسی لئے بعض طالبینِ حق نے منجملہ اور علامات کے آپ کی مہرِ نبوت کو بھی تلاش کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خاتم النبیین آپ کا شاعرانہ لقب نہ تھا بلکہ مہرِ نبوت اور آخری نبی ہونے کی وجہ سے آپ کو خاتم النبیین کہا جاتا تھا۔

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔

(رواہ البیہقی والحاکم وصحح (کذا فی الدر المنثور ج ۵ ص ۲۰۷)

**ترجمہ:-** عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عبداللہ ہوں (اللہ کا بندہ)۔ اور میں خاتم النبیین ہوں (آخری نبی)۔ اس حدیث کو بیہقی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے)

**تشریح:-** حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف معنی ترکیبی کے لحاظ سے "عبداللہ" نہیں ہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام میں "عبداللہ" آپ کا لقب بھی تھا۔

قرآن کریم میں "عبداللہ" بطور لقب صرف آپؐ کی ذات پر اطلاق ہوا ہے "فلما قام عبد اللہ کادوا یکونون علیه لبداً۔" جب "عبداللہ" (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو قریب تھا کہ وہ تہ بہ تہ ہو کر آپ پر ٹوٹ پڑتے"۔

حدیث میں ہے کہ آپ کو اختیار دیا گیا تھا اگر چاہیں رسالت کے ساتھ ملوکیت پسند کر لیں۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام تھے یا چاہیں تو عبدیت اختیار کر لیں۔ آپ نے عبدیت کو ہی پسند فرما لیا۔ اس کے بعد آپ کی نشست و برخاست، طعام و شراب سب میں عبدیت کا پہلو غالب تھا دعاءِ تشہد میں بھی عبدہٗ و رسولہٗ تعلیم کیا گیا ہے یعنی عبدیت کو مقدم رکھا گیا ہے حتیٰ کہ ایک شخص نے اس ترتیب کو بدل کر جب رسولہٗ و عبدہٗ کہا تو آپ نے اس کی اصلاح فرمائی اور کہا کہ وہی عبدہٗ و رسولہٗ کہو۔

شیخ اکبرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر یہ مقام عبدیت سوئی کے ناکے کے برابر منکشف ہوا تھا تو میں اس کی بھی تاب نہ لا سکا اور قریب تھا کہ جل جاتا — اسی طرح آپ کا دوسرا لقب خاتم النبیین ہے پہلا لقب آپ کی ذاتی صفت اور دوسرا بلحاظِ انبیاء علیہم السلام ہے۔ آپ سے پہلے کسی رسول نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ دوسرے رسولوں کی آمد کی بشارت دی ہے۔ اگر یہ لقب صرف شاعرانہ مبالغہ ہوتا تو آپؐ سے پہلے انبیاء پر بھی اس کا اطلاق درست ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوےٰ کرنا بتلاتا ہے کہ پہلے صحف میں کسی خاتم النبیین کی بشارت موجود تھی۔ آپؐ بتلا رہے ہیں کہ اس کا مصداق میں ہوں۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ اٰدَمُ وَاٰخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ۔

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ وابو نعیم فی الحلیہ وابن عساکر والحکیم الترمذی (الکنز ص ۱۳۰ ج ۶) واخرجہ ابن حبان فی تاریخہ فی السنة العاشرة ص ۶۹ مخطوط

**ترجمہ:-** ابو ذرؓ سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر انبیاء علیہم السلام میں سب سے پہلے نبی حضرت آدمؑ اور سب کے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابو نعیم نے الحلیہ میں اور ابنِ عساکر اور حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے۔ نیز ابنِ حبان نے اپنی تاریخ میں سنہ ۱۰ کے احوال میں اس کو روایت کیا ہے۔

**تشریح:-** انبیاء علیہم السلام کے اوّل و آخر کی اس تحدید سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی شخص جس کو نبی کہہ کر پکارا جائے نہیں ہوگا۔ پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور آخری آپ اور بس۔ نیز اس حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت کی تصریح بھی موجود ہے۔ اسی طرح مشکوٰة میں ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضرت آدم نبی تھے تو آپ نے فرمایا نعم نبی مکلّمٌ۔ ہاں خدا کے نبی تھے۔ خدا تعالےٰ ان سے باتیں کرتا تھا۔

## بحضورِ اشرف الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم

السلام اے رہِ توحید دکھانے والے
ابنِ آدم کو حق آگاہ بنانے والے

آسماں پر شرفِ پا سے ترے، کاہکشاں
خاک کو محرمِ انوار بنانے والے

ہیں مؤدب تری دہلیز پہ جبریلِ امیں
بے اجازت یہاں آتے نہیں آنے والے

تیری مانند ملا قربِ مشیّت کس کو
عرش پر جا نہ سکے طور پہ جلنے والے

ہے عبارت ترے فیضان سے ہی بزمِ حیات
مفتخر تجھ پہ ہیں ہر ایک زمانے والے

نطق آرا ہے تری شان میں قرآنِ حکیم
دہر کو مصحفِ ایمان پڑھانے والے

**باسطِ زار پہ بھی ایک تلطف کی نگاہ**
**اے گداؤں کو شہنشاہ بنانے والے**

قدرت اللہ باسط، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۲۸ شمارہ — ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ — بمطابق ۹ نومبر ۱۹۶۲ء




## جہاد اور مسئلہ کشمیر

جنگ وجدال کا سلسلہ دنیا میں ابتدائے آفرینش سے قائم ہے اور کشت وخون کا ہنگامہ انسانوں میں کبھی اور کسی دور میں ختم نہیں ہوا۔ ملائکہ نے تو انسانوں کے ترکیبی عناصر سے اندازہ کرکے تخلیق آدم سے بھی پہلے اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ انسان فسادی ہوگا اور خونریزی کا بازار گرم کرے گا، اسی لئے انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں درخواست گذاری تھی۔ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ (کیا ایسی ہستی کو آپ خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد پھیلائے گی اور خونریزی کرے گی) مگر عام انسانوں کی لڑائیوں اور اسلام کے جہاد میں بہت بڑا فرق ہے۔ وہ دنیا ہے اور یہ دین ہے۔ وہ اپنے ذاتی اقتدار اور منافع کے لئے لڑی جاتی ہیں اور جہاد، اللہ کے نام کو سربلند کرنے اور حق وصداقت کی آواز کو چار دانگ عالم میں پھیلانے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ دوسرے لوگ خونریزی وقتال خواہش نفس کی تعمیل اور حرص وہوا کے تقاضوں کے پیشِ نظر کرتے ہیں اور مومن خواہشاتِ نفسانی کی قربانی دے کر حرص وہوا کے بندھنوں سے آزاد ہوکر اور دنیا سے منہ موڑ کر اللہ کی راہ میں سر دھڑ کی بازی لگاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے عام انسانوں اور جہاد میں کام آنے والے جانبازوں کی اموات میں خداوند لایزال نے امتیاز خصوصی رکھا ہے۔ انہیں زندہ جاوید قرار دیا ہے اور انہیں مردہ کہنے سے باز رہنے کی تلقین کرکے انکے درجاتِ عنداللہ کی مزید نشاندہی کی ہے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ان پر موت کا ورود نہیں ہوا یا ان کا تعلق دنیا سے منقطع نہیں ہوا اور وہ دارِ فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اجساد کو قبروں میں محفوظ رکھتے اور انہیں رزق دیتے ہیں جو آثار زندگی میں سے ہے اور ان کو ایسا شعور وادراک عطا فرماتے ہیں جس کا شعور وادراک ہم ساکنانِ عالم ناسوت نہیں کرسکتے۔

بہرحال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلام نے جس قتال کو جائز کیا ہے اس کی نوعیت دوسری عام لڑائیوں سے قطعی مختلف ہے، مادۂ خیر کی بقاء اور مخلوق خدا کی بہبودی اس کا منشاء ومقصود ہے اور اسی لئے دینی عبادات میں جہاد کا مرتبہ دوسری تمام عبادات سے اعلیٰ وارفع ہے۔

پھر نتائج کے اعتبار سے بھی اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو ہماری ہزار سالہ تاریخ ماضی اس واضح حقیقت کی آئینہ دار نظر آئے گی کہ جب تک مسلمان جہاد کے خوگر رہے، اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں لٹانے میں فخر محسوس کرتے رہے، دنیوی زندگی پر اخروی زندگی کو ترجیح دیتے رہے۔ اور موت کو کھیل سمجھتے رہے ان کی دینی عظمت بھی برقرار رہی اور وہ دنیا میں بھی کامیاب وکامران اور سربلند وسرفراز رہے۔

عمومی طور پر یہ صداقت بھی کسی سے مخفی نہیں کہ جس قوم کو مرنا نہیں آتا وہ دنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹادی جاتی ہے یا پھر سسک سسک کر کوڑھیوں کی طرح دم توڑ دیتی ہے۔ قوموں کی کھیتیاں شہیدوں کے خون سے سرسبز وشاداب ہوتی ہیں اور انہیں کی جانبازیوں کے صلے میں بار آور بھی ہوا کرتی ہیں۔ افراد کی زندگی جماعت کی زندگی اور غازیوں کی جوانمردی اور ثباتِ قدمی کے عروج واقبال کی ضامن ہوتی ہے۔

### کشمیر

اگر مسلمان مذکورہ اصول کو سامنے رکھ کر اسلام کے مقرر کردہ راستے پر گامزن ہوتے تو پندرہ سال تک کشمیر کا مسئلہ معلق رہنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ لیکن ہم نے قانون خداوندی اور جہاد کی تعلیمات سے روگردانی کرکے دنیوی اسباب اور دنیوی طاقتوں پر بھروسہ کیا، نتیجہ سامنے ہے، خدا ناراض ہوگیا، اس کی رحمتوں نے منہ پھیر لیا۔ دنیوی سہارے کام نہ آئے اور صورتِ حال کچھ ایسی ہوگئی ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

اب امریکہ ہندوستان کی پوری امداد کر رہا ہے، ہمارے اربابِ اقتدار کی امیدوں کا قصر پیوندِ زمین ہوتا صاف دکھائی دیتا ہے۔ اور یہ کہے بغیر بن نہیں پڑتی ؎

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

### غلط مشورہ

اس وقت جبکہ بھارت اور چین میں ٹھنی ہوئی ہے بھارت کسی نہ کسی رنگ میں دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ ہمارے کچھ دوست حکومت کو مشورہ دے رہے ہیں کہ بھارت سے کوئی بات پکی کرلی جائے لیکن کارپردازانِ مملکت کو خبردار رہنا چاہیئے کہ اس کی تہ میں سازش کام کر رہی ہے۔ ہمیں موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، اپنی بات پر ڈٹ جانا چاہیئے اور ہر اس مشورہ کو ٹھکرا دینا چاہیئے جو ملکی مفاد کے خلاف ہو۔ ہم قطعی طور پر اس رائے کے حق میں نہیں کہ مقبوضہ کشمیر پر اقوام متحدہ کا قبضہ ہوجائے اور پھر وہ استصواب کرائے۔ ہم کبھی کسی ادارے کے متعلق اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں کہ وہ اپنے ذاتی مفاد کو نظرانداز کرکے اسلام کا یا پاکستان کا ساتھ دے گا۔

ہمیں ترکی، ایران اور پاکستان کے متوقع معاہدات کے پس پردہ بھی یہ خطرہ جھلکتا نظر آتا ہے کہ کہیں یہ سب کچھ پاکستان کو عملی اقدامات سے باز رکھنے کا حیلہ نہ ہو۔

اس صورتِ حال میں ہمارے سامنے صرف اور صرف ایک راستہ ہے کہ مناسب وقت پر جہاد کا اعلان کریں۔ اپنی (باقی صفحہ ۱۴)

**مجلس ذکر**: مورخہ یکم نومبر ۱۹۶۲ء بروز جمعرات مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ

جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر مجلس ذکر کے بعد ارشاد فرمائی

# محبت خداوندی کا معیار

مرتبہ ______ خالد سلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اس پر بھی اگر وہ روگردان رہیں تو اللہ کافروں سے ذرا محبت نہیں رکھتا۔

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو۔ جیساکہ تمہارا دعویٰ ہے اور اپنے اس زعم کی بنا پر توقع رکھتے ہو کہ اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔ تو یہاں خطاب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے عامۃ الناس سے ہے۔ فرمایا کہ میں جامع کمالات انسانی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور میری زندگی ساری کائنات انسانی کے لئے ہر شعبہ میں معیار اور نمونہ کا کام دے گی۔ محبت الٰہی کے دعویٰ کی جانچ کے لئے کیا ہی اچھا معیار بتا دیا گیا۔ یعنی اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جسقدر کوئی شخص تبع رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو گا۔ اسی قدر اس کی محبت الٰہی مسلم و معتبر ہوگی۔ اسی معیار پر آج بڑے بڑے مدعیان مشیخت، و مدعیان محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محبت الٰہی کے دعووں کو جانچئے تو بہتوں کی قلعی کھل جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ میری پیروی کرو تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اس کے آگے اور کوئی درجہ کمال نہیں۔

یہ طریقہ پچھلوں کو بتایا گیا۔ یہی آواز اگلوں کے کان میں ڈال دی گئی۔

حضرت مسیح علیہ السلام پر جو الفاظ انجیل مروجہ میں نقل ہوتے، ملاحظہ ہوں:۔

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"

(یوحنا ۱۴: ۱۵-۱۶)

یہ مددگار کا لفظ اردو انجیلوں میں ہے۔ حاشیہ پر وکیل اور شفیع دونوں لفظ درج ہیں۔

بہرحال وہ سب کا مددگار، وکیل، شافع اور تسلی دہندہ اس پیشگوئی کرنے والے مسیحؑ کے پانچ صدی بعد آیا اور ایک ابدی اور غیر منسوخ شریعت لے کر آیا اور ابد تک ساتھ رہنے ہی کے لئے آیا اور اس حیثیت کو نمایاں کرنے کے لئے خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کہلایا۔ مگر صلیب کے پرستاروں اور مسیحؑ کی عبادت کرنے والوں نے اسے برابر جھٹلایا۔

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا) اللہ تعالیٰ کی محبت بندے کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اسے مغفرت سے سرفراز فرمائے "غفور" اس کی شان عفو کا تقاضا ہے کہ تمہارے معاصی ذنوب کی مغفرت کر دے۔ "رحیم" اس کی شان رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ خود تم سے محبت کرنے لگے گا "يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ" وہ تمہاری ساری تقصیروں کو نظر انداز کرے گا۔ اور تمہارے مراتب قرب میں برابر بھی کمی نہیں آنے دے گا۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے عامۃ الناس کو خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت بہ طور مقصود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بہ طور واسطہ کے ہے یعنی اس حیثیت سے کہ پیغمبر اللہ ہی کا پیغام لے کر آتا ہے اور یہ لوگ کافر ہی تو ہیں۔ جو اطاعت رسول سے منہ موڑے ہوئے ہیں خواہ محبت الٰہی کے کیسے ہی بلند بانگ دعاوی ان کی زبانوں پر کیوں نہ ہوں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

اگر آج دنیا میں کسی شخص کو اپنے مالکِ حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباعِ رسالت کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لو، اس طرح کھرے کھوٹے میں امتیاز ہو جائے گا۔ جو شخص حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے وہ تو خدا کی محبت کے دعویٰ میں سچا اور کھرا ہے اور اس کا پھل یہ ملے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف اور آئندہ کے لئے طرح طرح کی ظاہری و باطنی رحمتوں کا نزول ہوگا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجلس ذکر کا انتظام حضرتؒ نے خاص اپنے متوسلین کے لئے کیا تھا۔ ہمارے بزرگان دین کے ہاں ہر روز مغرب کی نماز کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوتی رہی ہے کیونکہ جو لطف ذکر اللہ کا اجتماعی رنگ میں آتا ہے۔ وہ تنہائی میں نہیں آتا۔ آج ہمارے کئی بھائی اس مجلس ذکر کو بدعت کہتے ہیں، حالانکہ انہیں بدعت کے مطلب کا ہی پتہ نہیں۔ بدعت اُسے کہتے ہیں جو چیز دین میں نہ ہو، لیکن اسے دین سمجھ کر کیا جائے۔ اور اسے سب کے لئے ضروری قرار دیا جائے۔ ہم کسی کو مجلس ذکر کے لئے مجبور نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ہم کسی خاص ذکر کو فرض سمجھتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی یاد کو فرض قرار دیا ہے۔ اللہ کا ذکر فرض ہے۔ اس کا طریقہ جونسا بھی ہو۔ وقت یا دن مخصوص نہیں۔ ہمارے حضرتؒ کی تو تعلیم تھی کہ کسی وقت بھی ذکر اللہ سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔

جماعت کے ساتھ مل کر ذکر کرنے سے روحانی زندگی میں انقلاب برپا ہوتا ہے۔ اور جو فائدہ اجتماعی ذکر میں ہے وہ انفرادی حالت میں نہیں آتا۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ جماعت کے ساتھ رہتے ہیں وہ شیطان کے پنجے سے بچ جاتے ہیں اور اگر ہفتہ میں کوئی غلطی ہو جائے تو وہ جماعت میں آکر غلطی کا احساس کرکے معافی مانگتا ہے۔ آخرت کی نجات کا بہترین ذریعہ ذکر الٰہی

(باقی صفحہ پر)

خطبۃ یوم الجمعۃ ۳ جمادی الثانیہ ۱۳۸۲ھ ۲ نومبر ۱۹۶۲ء

# مسلمان اور تبلیغ اسلام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

(۱) کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط

تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں، اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔

(۲) وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور بُرے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

بزرگان محترم!

دین صرف چند عقائد و نظریات اور مخصوص عبادات ہی کا نام نہیں بلکہ دین خداوندی کی تبلیغ، خلق خدا سے ہمدردی، محبت، حسن سلوک، رواداری، خوش اخلاقی کا برتاؤ اور صدق معاملات بھی مذہب اسلام کا جزوِ اعظم ہیں۔ اگر ہم صرف زبان سے یہ کہتے رہیں کہ خدا ایک ہے، وہ ہمارا خالق اور معبود ہے۔ ہمارے تمام حالات سے وہ واقف ہے۔ قادرِ مطلق ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لیکن اس کے باوجود مذہبی احکام کی نافرمانی کرتے رہیں، حدود الٰہی کو توڑتے رہیں، بُرے کاموں کو شعار بنالیں اور اپنے اخلاق و اطوار اور عادات کو ہم اسلامی سانچے میں نہ ڈھال سکیں تو ہمارے تمام دعاوی نہ صرف باطل اور لغو ہوں گے بلکہ دین کے نام پر فریب اور دھوکے سے تعبیر کئے جائیں گے۔ خداوند قدوس فقط انہی اشخاص کی قدر و منزلت کرتا ہے جو اُس کے احکامات کی تعمیل میں جان کی بازی لگانے کو تیار رہتے ہیں اور مذہب جن کی زندگی کی عملی تفسیر بن جاتا ہے اور پھر اس حقیقت کو ہمیں کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہیے کہ مسلمان بہترین امت ہیں اور خدائے قدوس نے ان کو اس لئے منتخب فرمایا ہے کہ ان کے اخلاق و عادات دوسری اقوام کے لئے ہدایت و راہبری اور اسوۂ حسنہ کا کام دیں۔ اور تمام انسان مسلمانوں کے کمالات اور خوبیاں دیکھ دیکھ کر اسلام کے عاشق و شیدا بن جائیں۔

برادرانِ محترم! دوسرے مذاہب والے اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہماری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے اور کیسے کیسے علوم و معارف کتبِ اسلامی کے اوراق میں بکھرے پڑے ہیں بلکہ وہ ہمارے مذہب کی خوبیوں اور تفوق و برتری کا اندازہ صرف اس بات سے کرتے ہیں کہ مسلمان کیسے ہیں؟ اسلام نے ان پر کیا رنگ چڑھایا اور کیا کیا خوبیاں اور کمالات ان میں دین خداوندی نے پیدا کئے جو دوسرے مذاہب کے پیروؤں اور دیگر انسانوں میں موجود نہیں۔ اگر وہ مشاہدہ کریں کہ ہم مسلمان دوسرے لوگوں سے زیادہ اچھے، با اخلاق اور معاملات کے صادق ہیں تو ان کا دل یقیناً ہماری طرف کھنچے گا لیکن اگر یہ محسوس کریں کہ ہم میں کوئی ایسی خوبی اور کمال نہیں جو دوسروں میں ہے تو ان کے دل میں ہمارے لئے نفرت کا پیدا ہونا بھی بدیہی امر ہے۔

## طرزِ تبلیغ

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری تبلیغ قطعی بے اثر ہے اور اسلام کو قدری؟ قبولیت حاصل نہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری تبلیغ عملی نہیں بلکہ صرف زبانی ہے۔ ہم چیختے اور چلاتے ہیں۔ دوسرے مذاہب والوں کو اپنی کتابیں کھول کھول کر دکھاتے ہیں، مناظروں کے چیلنج کرتے ہیں اور زبانی طور پر اسلام کی خوبیاں دوسرے کے ذہن میں جمانے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔ لیکن وہ ہماری ایک نہیں سنتے۔ ہماری کسی بات کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے محض اس لئے کہ مذہب کی تفسیر اور اظہارِ کمال ہماری زبان کرتی ہے، افعال نہیں کرتے۔ اگر مذہب کی تفسیر اور اس کی خوبیوں کا اظہار ہمارے ہر ایک کام سے ہو اور مذہب کو اچھا اور سچا ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی ہم اچھے انسان ہوں، ہمارے اخلاق بلند ہوں، ہمارا کردار مثالی ہو تو بہت جلد اسلام کائناتِ انسانی کے دلوں کو موہ لے، فضائے عالم پر چھا جائے اور کچھ عرصہ بعد پوری دنیا اسلام کے جھنڈے کے نیچے نظر آئے۔

ہمارے اکثر دوست جو یورپ کا دورہ کرکے لوٹتے ہیں جنہوں نے کائناتِ ارضی کی سیاحت کی ہے اور دیگر ممالک کی خاک چھانی ہے وہ سب کے سب یہی نکتۂ نگاہ رکھتے ہیں۔ ان کا مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ دنیا مذہب کے لئے ترس رہی ہے وہ منتظر ہیں کہ کوئی خدا کا بندہ اٹھے اور دُکھوں اور مصیبتوں میں گھری ہوئی دنیا کو امن و سلامتی کا ابدی پیغام دے لیکن جب وہ مذاہبِ عالم کے مبلغین پر نگاہ کرتے ہیں۔ ان کے کردار کو دیکھتے ہیں تو انہیں مذہب سے محبت کی بجائے نفرت ہونے لگتی ہے۔ اس لئے کہ دین خود مبلغین کی اپنی زندگیوں سے خالی ہے۔

محترم حضرات! وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ ہم اسلام کو اپنی عملی زندگی میں اتاریں۔ ہمارے چہرے اسلام کی صداقت کی شہادت دیں۔ ہمارے اقوال و افعال اسلام کی منہ بولتی تصویریں ہوں۔ اور ہمارے کردار و اطوار کے آئینے میں لوگ اسلام کا منہ دیکھ سکیں۔ پھر دیکھئے اور اندازہ کیجیے کہ دنیا کس طرح حلقہ بگوشِ اسلام ہوتی ہے۔ آخر وہ ہمارے ہی تو اسلاف تھے جنہیں دیکھ کر ایک ایک دن میں لوٹے لوٹے ہزار غیر مسلموں نے اسی ہندوستان میں خدا کی توحید کا اقرار اور نبیٔ آخر الزمان جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرا تھا۔ آج بھی اگر آپ اس نسخے کو آزمائیں تو میرا یقین ہے کہ شفایابی کی وہی تاثیر آپ اپنی آنکھوں سے خود ملاحظہ فرمالیں گے۔

میرا قلب شہادت دیتا ہے اور میرا یقین اس پر اصرار کرتا ہے کہ اگر آج بھی دوسری قوموں کو تمہاری زبانی باتوں سے

نہیں بلکہ ہر وقت کے برتاؤ اور میل جول سے یہ یقین ہو جائے کہ عدل و احسان مسلمانوں کا شعارِ خصوصی ہے۔ جھوٹ بولنا اسلام کے منافی ہے۔ اس لئے مسلمان جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ سچائی کے لئے جان تک دے دیتے ہیں۔ کسی کو ستاتے نہیں، چوری اور شراب کے قریب نہیں پھٹکتے ظالم کے خلاف ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیتے ہیں۔ دوسرے مذاہب والوں سے نہایت ہی سلوک و رواداری سے پیش آتے ہیں اور خدا کی عام مخلوق کی نفع رسانی اور خدمت کرنے میں اپنی جان اور مال تک سے دریغ نہیں کرتے بلکہ خدمت خلق کو اپنا فرض سمجھتے ہیں تو تم یقیناً اقوامِ عالم کی آنکھ کا تارا بن جاؤ۔ اقبالِ برگشتہ کائنات ارضی و سماوی کی کنجیاں تمہارے سپرد کر دے تمہارا پرچم افقِ عالم پر لہرائے۔

اس کے برعکس اگر وہ دیکھتے ہیں کہ تمہیں اپنے اخلاق و عادات کے لحاظ سے اقوامِ عالم پر کوئی فوقیت و بزرگی نہیں، عدل و انصاف سے کوئی سروکار نہیں۔ دوسروں کو ستانا، ان کے دل دکھانا اور ان کے حقوق غصب کرنا تمہارا شعار ہے تو پھر تم اگر ہزار اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کروگے تو کبھی کامیاب نہ ہوگے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کسی پادری یا غیر مسلم عالم کے پاس جا کر قرآن و حدیث سناؤ اور اسلامی احکام کی خوبیاں سمجھاؤ اور وہ تمہارے دلائل و براہین کے جواب میں صرف اتنا کہہ دے کہ کیا اسلام ایسے ہی مسلمان بناتا ہے جیسے یہ دس کروڑ پاکستان میں پھر رہے ہیں۔ تو بجز شرم و ندامت کے اس کا کیا جواب دیا جا سکتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ مذہبِ اسلام مسلمانوں کا نام نہیں کہ پیروانِ مذہب کے عمل سے اسلام پر کوئی حرف آسکے بلکہ اگر ساری دنیا کے مسلمان مسلمان نہ رہیں تو پھر بھی آفتابِ اسلام اپنی پوری آب و تابانیوں اور شان سے جلوہ ریز رہے گا۔ لیکن تبلیغِ اسلام کی راہ میں آپ کا وجود ضرور حارج ہوگا اور سدِ راہ بنے گا۔

## مسلمانوں کے عروج و زوال کا سبب

یہ ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کو اخلاق و عادات کے لحاظ سے بہترین امت بنایا تھا۔ جب ان میں حق و انصاف، فیاضی و رحمدلی مہربانی و شرافت، شجاعت و عدالت، حب الوطنی اور انسانی ہمدردی کے اوصاف رہے اس وقت تک وہ تختِ سیادت پر جلوہ گر رہے۔ رفعت و منزلت ان کے قدم لیتی رہی اور دنیا نے اُن کے پیروں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا اور کروڑہا بندگانِ خدا مسلمانوں کی خوبیوں کو دیکھ دیکھ کر اسلام کے مطیع و گرویدہ بن گئے۔ والہ و شیدا ہو گئے لیکن جب مسلمانوں نے ان خوبیوں کو چھوڑ دیا، اسلام کے معنیٰ فرقہ بندی اور نفاق و پھوٹ، نذر و نیاز، طاؤس و رباب، شعر و نغمہ، قبر پرستی، گدی پرستی، تعزیہ پرستی، حکومت پرستی اور رسمی و ظاہری عبادات سمجھ بیٹھے تو ہم تختِ سیادت و رفعت سے خاکِ مذلت پر آ رہے۔ اور دوسرے مذاہب والے ہم سے نفرت کر کے دور بھاگنے لگے۔ یاد رکھئے مسلمان بہترین امت اس لئے ہیں کہ وہ مذہب کا عملی نمونہ ہوں۔ دنیا میں خدا کے دین کا بول بالا کریں۔ اپنے علم و عمل میں دنیا کی قوموں سے ممتاز ہوں۔ اخلاقِ حسنہ سے آراستہ و پیراستہ ہوں اور دنیا میں عبدیتِ الٰہی، محبتِ الٰہی اور حکومتِ الٰہی کا دور دورہ کر دیں۔



بقیہ: مجلس ذکر

ہے۔ ذکر سے انسان کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذکر کو قبول فرماتے ہوئے سب کی نجات کا ذریعہ بنائے آمین۔

بقیہ

## جہاد اور مسئلہ کشمیر

زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس میں دعاؤں اور التجاؤں کا وسیلہ بنا کر اُس کی نصرت کا انتظار کریں اور صرف اُسی کی ذات پر بھروسہ کر کے وقت کی قدر کریں اور میدانِ عمل میں کود پڑیں۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

# سرکارِ دو عالم ﷺ کے ایک خواب کا منظر و پسِ منظر

مولوی فضل الرحمان بٹل - ضلع ہزارہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام و ہدایات کے نازل ہونے کی جو صورتیں قرآن پاک احادیث نبویؐ میں مذکور ہیں، وہ اکثر وبیشتر القا و الہام و رویا (خواب) یا پردے کے پیچھے سے کلام اور پیغام رساں (فرشتے) کے ذریعہ وحی پر مشتمل ہیں۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ قرآن مجید اُن خداوندی احکام و ہدایات کا مجموعہ ہے جو وحی کے آخری ذریعہ سے حضور علیہ السلام پر مختلف حالات و اوقات میں نازل ہوتے رہے۔

اسی طرح احادیث نبویؐ کا گراں مایہ مجموعہ بھی ان ہدایات و احکام کی وضاحت ہے جو وحی کی باقی مختلف صورتوں میں سرور کائناتؐ پر نازل ہوتے رہے۔ بالفاظ دیگر قرآن کے اجمال کی تفصیل و توضیح کے لئے ذخیرۂ احادیث ایک قدرتی سامان ہے جس کی بدولت قرآن عظیم کے معانی و مطالب بآسانی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت سے آج تک اور آج سے قیامت تک کے لئے مسلمانانِ عالم کا عقیدہ یہی ہے کہ کتاب و سنت ایک ہی حقیقت کے دو نام اور ایک ہی روح کے دو قالب و وجود ہیں اور جو اس مسلمہ حقیقت سے انکار کرے یا اسے شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھے، گمراہ ہی نہیں بلکہ دائرہ اسلام سے خارج اور دولت ایمان سے خالی و عاری ہے۔

ایسے شقی القلبوں، بدبختوں اور سیاہ نصیبوں کے لئے نہیں بلکہ ان روشن ضمیروں اور خوش قسمتوں کے استفادے کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب کتاب بخاری سے نقل کیا جاتا ہے جو فخر موجوداتؐ کی ہر ادا پر فدا ہونے کو اپنا جزو ایمان اور کعبۂ مقصود سمجھتے ہیں۔

وہ سبق آموز اور عبرت ناک خواب یہ ہے جسے بیان فرماتے ہوئے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ آپؐ صبح کی نماز کے بعد اپنا منہ مبارک (مسجد میں حاضر) لوگوں کی طرف موڑ کر دریافت فرمایا کرتے کہ آپ میں سے کسی نے آج خواب دیکھا ہے (اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور حضورؐ اس کی تعبیر بیان فرماتے)

آج بھی حسب معمول آپ نے دریافت فرمایا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا.... اس پر رسالت مآبؐ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آج رات میں نے خواب (رویا) دیکھا کہ دو آنے والے میرے پاس آئے، مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا اور پاک مقام (زمین) پر مجھے لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی پڑا ہوا ہے اور دوسرا آدمی ایک بڑا پتھر ہاتھ میں لئے اس کو زور سے اس کے سر پر مار رہا ہے کہ سر چکنا چور ہو جاتا ہے اور پتھر ادھر جا لڑھکتا ہے۔ وہ دوڑ کر اس پتھر کو پھر اٹھا لیتا ہے۔ اتنے میں وہ ٹوٹا پھوٹا سر پھر اصل حالت پر آجاتا ہے۔ وہ آکر پھر اُسی طرح اس پر پتھر دے مارتا ہے، جس سے سر کے پرزے اڑ جاتے ہیں۔ میں نے مارے حیرت کے پوچھا سبحان اللہ! یہ کیا معاملہ ہے؟

میرے ساتھیوں نے کہا، آگے تشریف لے جایئے گا۔ میں آگے چلا تو دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں لوہے کا ایک کنڈہ ہے، جسے وہ بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں ایک طرف اس طرح ڈالتا اور کھینچتا ہے کہ اس کی باچھیں چر کر کانوں سے جا ملتی ہیں اور یہی معاملہ آنکھوں اور ناک کے نتھنوں سے بھی ہوتا ہے۔ جب وہ ایک طرف کی باچھ، آنکھ اور نتھنے کو چیر پھاڑ کر فارغ ہو جاتا ہے تو پھر دوسری طرف پر بھی یہی عمل کرتا ہے اور اس دوران میں پہلی جانب کے تمام زخم مندمل اور اچھے ہو جاتے ہیں اور وہ پلٹ کر پہلے کی طرح پھر چیر پھاڑ کا کام شروع کر دیتا ہے۔ یہ سلسلہ جاریہ دیکھ کر میں نے کہا، اللہ اکبر یہ کیا ماجرا ہے؟ جواب ملا کہ آگے چلئے۔ میں اور آگے بڑھا! دیکھا کہ ایک تنور ہے۔ جس میں آگ بھڑک رہی ہے۔ اور کچھ ننگی عورتیں اور مرد اس میں پھینکے گئے ہیں جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو چیخ و پکار پیدا ہو جاتی ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ شعلہ بیٹھ کر پھر بھڑک اٹھتا ہے اور وہ چیخنے اور چلانے لگ جاتے ہیں۔ میں نے کہا باری تعالیٰ! یہ کیا بات ہے! میرے ہمراہیوں نے مجھے پھر آگے چلنے کو کہا۔ اب جو آگے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ خون کی ایک لال سرخ ندی ہے جس میں ایک آدمی نہا رہا ہے اور ایک آدمی ہاتھ میں پتھر لئے کنارے پر کھڑا ہے۔ ندی کے اندر والا آدمی چاہتا ہے کہ تیر کر کنارے آجائے۔ لیکن جب وہ نزدیک پہنچتا ہے تو کنارے والا آدمی اس زور سے اُسے مارتا ہے کہ پتھر عین منہ پر لگ کر حلق میں اتر جاتا ہے وہ پلٹ کر پھر کنارے پر آنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہی پتھر پھر اُس پر اسی طرح مارا جاتا ہے میں نے یہاں بھی پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا آگے بڑھئے۔ میں اور آگے گیا اور ایک ایسا آدمی دیکھ پایا کہ آپ نے جتنا بھی بدصورت آدمی دیکھا ہو وہ اُس سے بھی بد شکل تھا۔ اس کے آگے آگ شعلہ زن تھی اور وہ اُسے اور تازہ کر رہا تھا اور اس کے گرداگرد پھر رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیئے بغیر مجھے آگے نکلنے کو کہا، میں آگے نکلا تو ایک ہرا بھرا باغ دکھائی دیا جس میں موسم بہار کے رنگا رنگ پھول کھلے ہوئے ہیں۔ باغ کے عین وسط میں مجھے ایک نہایت عالیشان ایسی عمارت نظر آئی کہ اس جیسی عمارت میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس میں ہر طرف بچے، بوڑھے، نوجوان اور مرد و زن نظر آرہے تھے۔ آگے جو نکلا تو اس سے بھی بڑھ کر ایک اور خوبصورت و دلکش عمارت تھی اور اس میں بھی مختلف عمروں کے کچھ لوگ دیکھنے میں آئے۔ یہاں ایک باغ میں میں نے ایک بلند قامت انسان کو ایک درخت کے پاس کھڑے دیکھا جس کا سر آسمان سے لگ رہا تھا اور مجھے نظر نہیں آرہا تھا۔ اس کے چاروں طرف میں نے بچوں کا ایک ایسا انبوہ کثیر دیکھا جو اس سے قبل میں نے عمر بھر نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اپنے رفقاء سے پھر پوچھا... لیکن وہ مجھے اور آگے لے گئے۔ اس مقام پر میں ایک ایسے باغ میں پہنچا کہ اس سے بڑا اور عمدہ باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا اندر جو داخل ہوا تو ایک شہر دیکھا کہ اس کی

پھار دیواری میں سونے اور چاندی کی اینٹیں چنی ہوئی ہیں۔ دروازے پر آکر میں نے دروازہ کھولنے کو کہا، دروازہ کھلا اور ہم اندر جا داخل ہوئے۔ اندر ایسے لوگ دیکھنے میں آئے کہ ان کے بدن کا نصف حصہ خوش رنگ اور نصف بد رنگ تھا۔ میرے ساتھیوں نے (ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا، آؤ چلو اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ۔ دفعتاً میں نے ایک صاف شفاف نہر دیکھی چنانچہ وہ گئے اور جاتے ہی اس میں غوطہ زن ہوئے۔ باہر جو نکلے تو ان کی وہ بد رنگی و بدصورتی باقی نہ تھی وہ سراسر خوب صورت ہو چکے تھے۔

ساتھیوں نے بتایا کہ یہ شہر جنتِ عدن ہے (اشارہ کرتے ہوئے) اور آپؐ کا مقام وہ ہے میں نے نظر اٹھا کر جو دیکھا تو سفید بادلوں ایسا ایک محل نظر آیا۔ میں نے اس میں جانے کی اجازت چاہی مگر جواب ملا کہ جاؤ گے یقیناً.... لیکن ابھی نہیں....

میں نے اس موقعہ پر ان سے کہا کہ یہ عجیب و غریب مناظر جو میں نے مشاہدہ کئے آخر ان کی حقیقت سے تو مجھے آگاہ کیجئے۔

انھوں نے بتایا کہ پہلا شخص جس کا سر پتھر سے کوٹا پیٹا جا رہا تھا وہ ہے جو کلام الٰہی سیکھ لیتا ہے اور پھر چھوڑ جاتا ہے (یعنی یاد کر کے بھول جاتا ہے) اور فرض نماز سے غافل رہ کر سو جاتا ہے۔

۲۔ جس کی ناک، آنکھیں اور باچھیں چیری جاتی تھیں وہ جھوٹ بولنے والا ہے۔

۳۔ تنور میں جو ننگی عورتیں اور مرد دیکھے گئے تھے، وہ زنا کار ہیں۔

۴۔ خون کے دریا میں جو غوطے کھا رہا تھا اور پتھر نگل جاتا تھا۔ وہ سود خور ہے (جو ناجائز نفع اندوزی کے نام پر لوگوں کا خون چوستا اور حرام کھاتا ہے۔

۵۔ آگ کو تازہ کرنے والا خوفناک اور بدشکل شخص دوزخ کا داروغہ ہے (جو اہلِ دوزخ پر کوئی رحم کھائے بغیر حکم خداوندی سے ان کو آگ میں دھکیلنے پر مامور ہے)

۶۔ باغ کے اندر کم سن بچوں کے ہجوم میں گھرے ہوئے بلند قامت آدمی، ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ بچے وہ معصوم ہیں جو کم عمری میں دین فطرت پر وفات پا گئے ہیں۔

اس مقام پر مسجد کے حاضرین میں سے ایک صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا یا رسول اللہؐ! تو پھر مشرکین کے بچے؟ فرمایا: وہ بھی (ان میں شامل ہیں، اس لئے کہ سن شعور کو پہنچنے سے قبل وہ دین فطرت ہی پر وفات یافتہ ہیں کیونکہ فطرتاً سب بچے نیک ہی ہوتے ہیں۔ بعد میں ان کے یہودی نصرانی، مجوسی، ہندو اور سکھ وغیرہ ہو جانے میں ان کے والدین کا ہاتھ ہوتا ہے)

حضور علیہ السلام نے بات پھر شروع فرماتے ہوئے فرمایا.....

۷۔ فرشتوں نے بتایا کہ جس پہلی شاندار عمارت میں ہر عمر کے لوگ موجود تھے وہ عام اہل ایمان کا ٹھکانا ہے۔

۸۔ پہلی عمارت کے مقابلہ میں دوسری زیادہ عالیشان عمارت جس میں مختلف عمروں کے بعض لوگ پائے گئے تھے وہ شہدا کی جگہ ہے۔

۹۔ وہ لوگ جن کے بدن کا آدھا حصہ بدنما اور آدھا خوشنما تھا (اور جو ایک شفاف نہر میں غوطہ لگا آنے کے بعد سراپا خوش رنگ ہو گئے تھے) یہ وہ لوگ ہیں جو نیک عملی کے ساتھ بدعملی بھی کرتے رہے۔ لیکن خداوند کریم نے ان کو معافی عطا فرما دی۔



# حضرت یوسف علیہ السلام

پروفیسر خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی

مجلس تہذیب اسلامی حلقہ کشمیری گیٹ نے ہفتہ وار درس قرآن کا اہتمام کیا ہے۔ افادۂ عام کے لئے اسے ضروری خیال کیا گیا کہ درس قلمبند کر کے کسی ہفت روزہ مجلّہ میں شائع کروا دینے کا انتظام کیا جائے۔ اس سے ایک تو یہ کہ وسیع حلقہ بطریق احسن استفادہ کر سکے گا، دوسرے یہ محفوظ ہو کر مستقلاً رشد و ہدایت کا موجب ہوگا۔

درس خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی دے رہے ہیں۔ میں نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی ہے کہ خواجہ صاحب کے خیالات کو من و عن پیش کر دوں۔ مطالب ان کے ہیں اور الفاظ میرے۔ مطالب میں سہو کو میری ہی کوتاہی سمجھا جائے۔ غلطیوں پر مشورہ دیں تو یہ آپ کا احسان ہوگا اور اگر سرزنش فرمائیں تو انصاف۔

افتخار الدین منصور - ۲۱ر اکتوبر بروز اتوار ۱۹۶۲ء

قرآن نے گذشتہ امتوں کے متعدد قصے بیان کئے ہیں، لیکن قرآنی اسلوب بالکل اچھوتا ہے۔ وہ ایک قصے کو تفریح طبع کے لئے بیان نہیں کرتا اور نہ اس کا مقصد صحف تاریخی کی حیثیت سے محض معلومات میں اضافہ کرنا ہے بلکہ قرآن گذشتہ اقوام و ملل کے حالات اپنے خصوصی انداز میں ایک خاص مقصد کو پیش نظر رکھ کر بیان کرتا ہے۔ گذشتہ امتوں کے واقعات بیان کر کے قرآن قوموں کے عروج و زوال کے پس پردہ محرک قوانین کو جو ہر قسم کے حالات میں اور ہر زمانے میں ناقابل تغیر ہیں ذہن نشین کرانا چاہتا ہے، تاکہ قرآن کی مخاطب امتیں انہی قوانین پر پوری سمجھ سے عمل پیرا ہو سکیں اور گذشتہ اقوام کے جن اعمال سے جو نتائج برآمد ہوئے، انہیں سمجھ کر ہم آج اپنے اعمال و نتائج کو سمجھ اور پرکھ سکیں۔

یوں تو قرآن امتوں کے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن سورۂ یوسف، جسے خود قرآن نے احسن القصص کہا ہے، اس لحاظ سے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ اس میں ایک نبی کے واقعات تفصیلاً یکجا جمع ہو گئے ہیں۔

مکی زندگی دراصل تحریک اسلامی کا دور ابتلا تھا۔ صحابۂ کرام جب کبھی بے چین ہوتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے "کیا ہماری یہ تکالیف ہمیشہ برقرار رہیں گی؟" تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً خاموش رہتے۔ بالآخر اس کا جواب قرآن نے دیا۔

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ٥

بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کے لئے اشارات (SIGNS) ہیں۔

اور وہ جو کہا گیا ہے ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

حضرت یوسف کے واقعات بیان کرنے میں بطور پیشن گوئی خود رسول کریم کی آئندہ زندگی کا نقشہ بیان ہو گیا تھا۔ جس سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے مستقبل کو سمجھ گئے تھے ابتدا میں کنوئیں میں پھینکے جانے اور بکنے کے ساتھ ساتھ اذیتوں اور تکلیفوں کا ایک سلسلہ تھا جو ختم ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا، لیکن بالآخر یہی حضرت یوسفؑ مصر کے حاکم مطلق ہوتے۔

حدیثِ دیگراں کے پردے میں یہ بیان سرِ دلبراں ہی تو تھا!

حضرت یوسفؑ حضرت ابراہیمؑ کے پوتے حضرت یعقوب کے بیٹے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے، چاند اور سورج انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یعقوب کی دوربین نگاہوں نے اصل اشاروں کو پا لیا۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یوسف جاہ و جلال کے مالک بننے والے ہیں، بڑے بھائیوں سے اس امر کو چھپانا ہر لحاظ سے مصلحت آمیز تھا۔ حضرت یعقوب نے یوسفؑ کو منع کیا کہ اپنے بھائیوں سے اس خواب کا ذکر نہ کریں۔ لیکن کسی طرح سے انہیں اس واقعہ کی خبر ہو گئی دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہاں بھائیوں نے جو طرزِ عمل اختیار کیا اس میں بھی ایک گہری حکمتِ خداوندی کار فرما تھی۔ حضرت یعقوب جس جگہ سکونت اختیار کئے ہوئے تھے وہ ایک جنگل تھا، جہاں دور دور تک آبادی کا نشان تک نظر نہیں آتا تھا۔ بھیڑ بکریاں پال کر وہ اپنا گذارا کرتے تھے۔ ان خانہ بدوشانہ تنہائیوں میں معاشرتی زندگی کے ہنگامے کہاں۔ نہ حاکم نہ محکوم، یہاں حکومت فرماں رواؤں کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا تھا لیکن آسمان مقصد براری کے لئے عجیب عجیب طریقے استعمال کر لیتا ہے۔ انسان بعض اوقات مصیبتوں اور تکلیفوں کے چکر میں پھنس کر ناامید ہونے لگتا ہے لیکن جب نتائج کا سلسلہ مرتب ہونے لگتا ہے تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اس واقعہ کی اگلی کڑی دیکھئے باپ بیٹے میں محبت کا بندھن اتنا مضبوط تھا کہ حضرت یعقوب کسی صورت میں بھی یوسفؑ کو علیحدہ کرنا پسند نہ کرتے تھے لیکن بھائیوں کو یہ بات بڑی کھٹکتی تھی اسے بھلا کیسے برداشت کر لیتے کہ یوسف ان کے حصے کی بھی ساری محبت چھین لے، جذبۂ رقابت انہیں اکسا رہا تھا کہ کسی طور یوسف کو راہ سے ہٹا دیں۔ بالآخر ایک راہ انہوں نے سوچ نکالی۔ وہ سب باپ کے پاس گئے اور کہا ہم سب سیر کو جا رہے ہیں یوسف کو بھی ہمراہ بھیج دیجئے باپ پہلے ہی ان سے مطمئن نہ تھے۔ اجازت دینے میں ہچکچاہٹ محسوس ہو رہی تھی کہا کہیں کوئی جانور گزند نہ پہنچائے اردگرد جنگل تھا اور درندوں کی بہتات، لیکن بھائیوں کا اصرار بڑھ گیا۔ انہوں نے ہر ممکن یقین دلایا کہ وہ یوسف کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ آخر باپ کو ماننا پڑا بے دلی سے بھیج دیا۔

وہاں جنگل میں ایک بے آباد، سوکھا ہوا کنواں تھا۔ بھائیوں نے مل کر ایک سازش تیار کی اور یوسفؑ کو اس کنوئیں میں ڈال دیا۔ یوسف کے کرتے پہ کسی جانور کا خون ڈالا اور بحالتِ پریشانی باپ کے پاس پہنچ گئے اور بتایا کہ ہم آپس میں دوڑ کا مقابلہ کر رہے تھے اور یوسف کو کپڑوں کی حفاظت کے لئے وہاں بٹھا دیا تھا، ہمارے پیچھے بھیڑیا اسے چیر پھاڑ گیا۔ خون سے لت پت یہ قمیض یوسف کی ہے۔ حضرت یعقوب نے کرتا دیکھا وہ کہیں

سے پھٹا ہوا نہیں تھا۔ انہیں اس روداد پر بالکل یقین نہ آیا لیکن اب کر بھی کیا سکتے تھے مشیت ربانی پر صبر کرکے بیٹھ گئے اور بھائی کنویں میں یوسف کی نگرانی کرتے رہے۔

بنو اسماعیل اس زمانے میں بین القبائلی تجارت کیا کرتے تھے۔ غلاموں کی تجارت کا بھی رواج عام تھا۔ ان کا ایک قافلہ اسی جنگل میں وادی دوتین میں آکر رکا۔ قدرتی طور پر انہیں پانی کی حاجت ہوئی۔ ضرورت نے تلاش پر آمادہ کیا، مشیت ایزدی نے راہ دکھائی اور وہ لوگ اسی کنویں پر پہنچ گئے، جس میں یوسفؑ محبوس تھے۔ کنویں میں ڈول ڈالا وہ اس سے چمٹ گئے اور انہوں نے یوسف کو باہر نکال لیا۔ حسن میں لاثانی یوسف بنو اسماعیل کے لئے قیمتی متاع تجارت تھے۔ وہ مصر کی غلام منڈیوں میں ان کی منہ مانگی قیمت وصول کر سکتے تھے۔ بھائی جب وہاں پہنچے تو انہیں ماجرہ کا پتہ چلا۔ وہ انہیں گھر لے جانا تو پہلے ہی نہیں چاہتے تھے۔ قبیلہ والوں سے گفتگو کی اور اونے پونے قیمت وصول کرکے گھر چلے آئے۔ اس طرح یوسف مصر کی ایک غلام منڈی میں پہنچ گئے۔ یوسف پر عزیز مصر کے کارندوں کی نظر پڑی۔ وہ انہیں خرید کر لے گئے۔ حسن اتفاق ملاحظہ ہو کہ عزیز مصر کے ہاں اولاد نہ تھی۔ یوسف جیسے حسین بچے کو انہوں نے بیٹے کی طرح گھر رکھ لیا۔ بظاہر واقعات کا یہ سلسلہ محض اتفاقی معلوم ہوتا ہے جس میں کسی منصوبہ، کسی سوچ اور فکر کو دخل حاصل نہیں، لیکن اگر حالات کا مطالعہ ذرا گہری نظر سے کیا جائے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ہر واقعہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عمل میں آ رہا ہے۔ واقعات نے کچھ ایسا رخ اختیار کیا کہ یوسف جنگل کی تنہا زندگی سے نکل کر مصر کے شاہی گھر میں پہنچ گئے جو اس وقت مصری سیاست کا مرکز تھا۔ وہ اسی ماحول میں پل کر جوان ہوئے یہیں سے انہوں نے سیاسیات مصر کے نشیب و فراز سیکھے۔ حضرت یوسف کو "تاویل احادیث" کا علم دیئے جانے سے کچھ لوگوں نے سمجھا کہ صرف خواب کی تعبیر معلوم کرنے کا علم انہیں دیا گیا تھا۔ دراصل اس سے مراد پیش آمدہ مسائل کی سوجھ بوجھ اور ان کی گرہ کشائی کا علم تھا جو انہیں اس طرح ودیعت کیا گیا۔ انہوں نے اپنی خداداد قابلیتوں اور صلاحیتوں کی بدولت عزیز مصر کے گھر میں رہ کر سیاسیات حاضرہ میں اتنا عمل دخل حاصل کر لیا تھا کہ بعد میں وہ یکتائے روزگار بادشاہ ثابت ہوئے۔ قحط کی صورت میں جو مصیبت مصر پر نازل ہوئی اس کا حل انسانی دست برد سے باہر کی بات لگتا تھا لیکن حضرت یوسف کے ناخن تدبیر نے اس الجھن کو نہایت کامیابی سے سلجھا لیا۔

عزیز مصر کے گھر میں ایک دوسرا واقعہ یوسف کی عظمت اور سلامت طبع کی نشان دہی کرتا ہے۔ ایک مثالی حاکم میں جن خصوصیتوں کا ہونا ضروری ہے۔ ان میں امانت و دیانت کو اولین مقام حاصل ہے۔ یہ واقعہ ان خصوصیتوں کے لحاظ سے ان خصوصیات کے لحاظ سے حضرت کی پختگی پر دال ہے۔

عزیز مصر کی بیوی یوسف کے حسن مردانہ پر دل و جان سے فریفتہ تھی۔ ایک روز جب اتفاق سے عزیز مصر کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ تنہائی اور مطلوب دونوں میسر تھے۔ اس کے جذبات عشق بھڑک اٹھے۔ اس نے حضرت یوسف کو دعوت اختلاط دی۔ لیکن انہوں نے نہایت ٹھنڈے دل سے جواب دیا۔ خیانت کا یہ ظلم مجھ سے سرزد نہ ہو سکے گا، جو ظلم کرتا ہے، کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔" لیکن اس عورت کے سر پر نفسانی خواہشات کا بھوت سوار تھا۔ ارد گرد کے دروازے احتیاطاً اس نے پہلے ہی بند کر لئے تھے۔ یوسف اس سے بچنے کے لئے باہر کی طرف بھاگے، دروازہ کھولتے ہوئے انہیں کچھ دیر ہو گئی۔ عزیز مصر کی بیوی انہیں روکنے کے لئے پیچھے سے ان کی قمیض کھینچ رہی تھی۔ جو اس کھینچا تانی میں پھٹ بھی گئی۔ جب دروازہ کھلا تو ایک اور شخص کے ہمراہ عزیز مصر باہر موجود تھے۔ یہ موقع محبت کی پرکھ کا موقع تھا۔ جذبات صادق اپنی قربانی پیش کر دیا کرتے ہیں لیکن مطلوب پر آنچ نہیں آنے دیتے لیکن یہاں تو محض شہوانی جذبات تھے۔ خاوند کو سامنے دیکھ کر اس نے پینترا بدلا اور جھوٹ الزام تراشی کی۔ آپ کے غلام نے مجھ پر دست درازی کی، یہ سزا کا مستحق ہے۔" اس کے ایک عزیز نے کہا قمیض دیکھ کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے اگر وہ پیچھے سے پھٹی ہے تو یہ جھوٹ بولتی ہے۔ قمیض واقعی پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ جس سے بیوی کی بدنیتی اظہر من الشمس تھی۔



# تکفیر اہل حق اور محترم مدیر "چٹان" کا حق پسندانہ دفاع

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مد ظلہ العالی

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد

ہفتہ وار "چٹان" کے وہ مضامین، جو بریلوی حضرات کی طرف سے علماء حق کی تکفیر کے سلسلہ میں جوابی طور پر گزشتہ اشاعتوں میں شائع ہوتے رہے ہیں نظر سے گذرے۔

ان حضرات کی طرف سے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے اس سے پیشتر بھی وہ علماء حق کو اپنے سب و شتم کا تختۂ مشق بناتے رہے ہیں۔ ان کی دریدہ دہنی اور تند خوئی نے دین و مذہب کے نام پر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کی ہیں اور اہل حق کو ان کے ہاتھوں جو روحانی اذیتیں پہنچی ہیں وہ اسلامی تاریخ کا افسوسناک سانحہ ہے۔ یہ لوگ اب بھی موقع بہ موقع اپنے ذہنی تعصبات اور تفرقہ پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے کسی نہ کسی فتنہ کو کھڑا کرتے رہتے ہیں جس سے اسلامی اجتماعیت کی شان کو بڑا زبردست صدمہ پہنچتا رہتا ہے۔

بریلوی حضرات کی جانب سے چند گنے چنے اعتراضات کے جواب میں علمائے حق کی جانب سے بے شمار لٹریچر اور تحریریں شائع ہو چکی ہیں مقصد اگر دین فہمی اور اصلاح ہو تو پھر معاملہ بڑی آسانی کے ساتھ حل ہو سکتا ہے۔ لیکن جب بات شر پسندی اور بغض و عناد تک پہنچ جاتی ہے تو پھر وہی ہوتا ہے جس کا مشاہدہ ہم کر رہے ہیں۔

ان لوگوں نے نہایت غیر ذمہ داری کے ساتھ علمائے دیوبند کی تصانیف سے عبارات کے ناتمام ٹکڑے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے ان کو خود ساختہ معنی پہنا رکھے ہیں۔ باوجودیکہ بار بار ان عبارتوں کے بارہ میں توضیحات کی جا چکی ہیں اور ان عبارتوں کے مصنفین کی مراد واضح کی جا چکی ہے مگر بریلوی حضرات کی جانب سے ایک رٹ ہے جو برابر لگائی جا رہی ہے۔ حالانکہ اس طرح کے مواقع کے لئے بہت پرانا مقولہ یہ ہے کہ "تصنیف را مصنف نیکو کند بیان" اور ساری دنیا کے لوگ مصنف ہی کی بیان کردہ مراد پر یقین کرتے ہیں۔ مگر ان حضرات کے یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے ان کا دعویٰ ہے کہ مصنف کی مراد متعین کرنے کا حق خود اس کو نہیں بلکہ ہمیں حاصل ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بدترین مثال ہے مگر اسے کیا کیا جائے کہ انہیں اسی پر اصرار ہے۔ ان حضرات کا مشن ہی اختلاف اور منفی پہلو پر مبنی ہے۔ کوئی مثبت پہلو ان کے سامنے ہے ہی نہیں جس کو وہ پیش کریں سوائے اس کے کہ دوسروں کی تکفیر و تفسیق اور تضلیل ہی ان کا اسلام اور ان کا مشن ہے۔ حضرت سید سالار مسعود غازی قدس اللہ سرہٗ کے سجادہ نشین نے ایک کتاب بنام "فسادی ملا" شائع کی ہے جس میں ان کے جو کارنامے دکھلائے ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ دیوبندی کافر اور ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر، ندوی کافر اور ان کے ماننے والے بھی کافر، لیگی کافر اور ان کے سربراہ سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ لیگی تک سب کافر۔ کانگریسی علماء اور ان کے ماننے والے بھی سب کافر، اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ ہندو پاکستان کے بسنے والوں میں سے سوائے چند میلاد خوان بریلویوں کے شاید کوئی ایک فرد بھی دائرۂ اسلام سے منسلک نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہوں یا مسلم لیکن تکفیر کنندہ حضرات آخر وہ کون سا مثبت مشن رکھتے ہیں جس کو وہ اسلام میں منسلک کر کے دنیا سے منوانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ آیا کوئی تعلیمی تحریک انہوں نے جاری کی کہ جس سے دنیا کو بلائے جہل سے نجات ملی ہو۔ یا کوئی تبلیغی مشن جاری کیا جس سے کفار دائرہ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوئے ہوں؟ یا کوئی اقتصادی، تمدنی اور سیاسی تحریک چلائی ہو جس سے مسلمانوں کی معاشرت، گھریلو اور شہری زندگی شائستگی اور تہذیب کی حدود میں آ گئی ہو؟ وغیرہ وغیرہ ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہوگا۔

حسن اتفاق سمجھئے یا بریلوی بزرگوں کی قسمت سے سوئے اتفاق کہئے کہ یہ سارے مقاصد انہی لوگوں کے ہاتھوں پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں کہ جن کی تکفیر سے قلم و زبان کی نفسانی لذتیں حاصل کی جا رہی ہیں دیوبند نے تعلیمی تحریک جاری کی تو ہندوستان کے ہر ہر قریہ اور بیرون ہند کے ہر ہر شہر میں مدارس کا ایک جال بچھا کر رکھ دیا دارالعلوم کی سو سالہ زندگی میں اس کے تقریباً بیس ہزار فضلاء نے دنیائے اسلام کے ہر ہر خطہ میں پہنچ کر علوم نبوت کو پھیلایا اور سنت، اور اتباع سنت سے دنیا کو آشنا کیا۔ اس کے فضلاء نے تبلیغی سلسلے جاری کئے تو آج دنیائے اسلام ہی پر منحصر نہیں دنیا کے ہر متمدن ملک میں پہنچ کر انہوں نے اللہ کے کلمہ سے لوگوں کو آشنا کیا۔ تمدنی اور قومی تحریکات میں حصہ لیا تو قلوب وجذبات میں آزادی کی ایک لہر دوڑا دی، تصنیفی میدان میں آئے تو علوم قرآن اور کتاب و سنت کو اجاگر کر دکھایا درسیات کے سلسلے میں کتب حدیث کی شروح، کتب فقہ کے حواشی، اصول فقہ اور اصول حدیث کی تشریحات اور دوسرے علوم و فنون میں تصنیفات کے ہزارہا ذخیرے جمع کر دیئے۔ ایک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ہی کو لیا جائے جن کی تکفیر میں یہ جماعت نہایت سرگرمی سے دوڑتی بھاگتی رہی ہے خود ان کی تصانیف کا عدد ایک ہزار تک پہنچتا ہے جس میں ہر علم و فن کی کتابیں شامل ہیں جو اردو، فارسی، عربی کے ذریعہ منصہ شہود پر آئی ہیں۔ اس طرح کے ہزارہا مصنف فضلاء دیوبند میں نمایاں ہوئے۔ بیعت و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا تو لاکھوں انسانوں کو تصوف کی تعلیمات سے آشنا بنا کر تصوف کے اشغال اور اعمال پر لگا دیا۔ بہرحال تعلیم، تبلیغ، تصنیف، تذکیر اور تنظیم ملت وغیرہ کا کوئی میدان نہیں ہے کہ جس میں ان قاسمی و رشیدی فضلاء نے بڑھ چڑھ کر بلکہ بے مثالی کے ساتھ حصہ لیا ہو جس سے آج ہندو پاکستان میں مسئلہ بتلانے والے افراد کا وجود قائم ہے لیکن خدا کی قدرت ہے کہ یہ دین کے ہر ہر گوشے کو نمایاں کرنے والے تو کافر اور دنیا کو جہالت کی ظلمتوں میں رکھنے والے جن کا کوئی بھی مثبت مشن نہیں ہے وہ پکے مسلم ذہنی سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ آخر تکفیر کے سوا اس جماعت کا مثبت مشن کیا ہے؟ جس کے نہ ماننے پر وہ پوری دنیا کو کافر بنانے میں دریغ نہیں کر رہی ہے پھر اگر کوئی مثبت مشن بھی ہوتا تو اس کے پھیلانے کی تدبیر نفرت انگیزی اور منافرت باہمی نہیں ہو سکتی تھی۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سب

سے پہلی چیز جو دنیا سے مٹائی وہ منافرت تھی ان سرکش دشمنوں کو جو اسلام کے نام سے چڑتے تھے، اپنے پاکیزہ کردار اپنے سچے اسوۂ حسنہ اور مقدس اندازِ زندگی سے اپنے سے قریب تر فرما کر دین کی غلامی کے سلسلے میں شامل فرما دیا۔ اگر آپ بھی کفار عرب کو "او کافر" کہہ کر ہی خطاب فرماتے تو پھر "یا مسلم" کہنے کی کبھی دنیا میں نوبت نہیں آ سکتی تھی۔ اگر آج بریلوی حضرات کے تنگ ذہنوں میں دیوبندی، ندوی، علی گڑھی، لیگی، کانگریسی سب کے سب کافر ہیں تو بریلوی حضرات نے اپنے مسلک تبلیغ کے سلسلے میں وہ کون سا کردار پیش کیا ہے جو دلوں کو مسخر کرکے ان کے مسلک پر لے آتا۔

کون نہیں جانتا کہ اس برصغیر میں اسلام پر باہر سے کتنے حملے ہو چکے ہیں۔ عیسائی پادریوں کی یلغار، آریہ سماج کی یورش اور قادیانیت کا فتنہ۔ کوئی بتائے کہ ان حملوں میں اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے میدان میں کون اترا؟ عیسائیت اور آریوں کے مقابلہ میں بانئ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی میدان میں آئے اور اپنے مناظروں اور تصانیف سے مقابل کے دانت کھٹے کر دئے اور بالآخر عیسائی پادریوں کو (جنہوں نے پورے ہندوستان کو عیسائی بنانے کا بیڑا اٹھایا ہوا تھا) فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور دوسری طرف آریہ سماج کی سرگرمیاں سرد پڑ گئیں۔ بعد میں مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری اور مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ حضرات کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ قادیانیت کے ابھرتے ہوئے فتنہ کی حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی مہتمم دارالعلوم، حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری اور مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی، مولانا احمد علی صاحب لاہوری، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی صاحب جالندھری اور مولانا لال حسین صاحب اختر وغیرہ نے سرکوبی فرمائی۔ سینکڑوں میں سے یہ چند اسماء گرامی ہیں ورنہ اگر تفصیل سے یہ فہرست پیش کی جائے تو ایک مستقل تصنیف اس کے لئے درکار ہوگی۔

ملک کو آزاد کرانے کی جد و جہد میں جو علمائے دین پیش پیش اور نمایاں رہے یہ سب وہی حضرات ہیں جن پر آج "نیک سارن ساحل" کی جانب سے کفر کے بے دریغ فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ ورنہ انگریز کی غلامی کے اس دور میں یہ "کفرسانہ" حضرات تو بقول شورش صاحب کاشمیری انگریزی کی حاشیہ برداری پر نازاں تھے۔

لازماً اس راز سے تو آپ بھی ہیں باخبر
سو برس کس نے کیا انگریز کے در کا طواف
غوث اعظم کی لحد پہ حملہ آور کون تھے
کس ستمگر نے چلایا ان کے مرقد کا غلاف

سوال یہ ہے کہ جب اسلام اور مسلمانوں پر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو بزعم خویش یہ "دردمندان اسلام" اس وقت کہاں ہوتے ہیں؟ یا ان کی سرگرمیوں کی حدود صرف مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے مخصوص ہیں؟ اس کی مثال تو ایسی ہوگی کہ جیسے درخت کے تنے پر کلہاڑا چلتا دیکھ کر اس کا نگران خاموش کھڑا تماشا دیکھتا رہے۔ مگر درخت کی شاخوں کے بارہ میں جھگڑنے لگے کہ انہیں کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ ظاہر ہے کہ اگر درخت ہی نہ رہا تو شاخوں کے تحفظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی مثبت مسلک اور مشن ہی ان حضرات کے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جس کے لئے پاکیزہ کردار اور جذب و کشش کی تدابیر کی ضرورت پیش آئے بلکہ ان کا مسلک یہ ہے کہ دنیا کے ہر اچھے مشن اور مسلک اور ہر اچھی اور باکردار شخصیت سے نفرت دلا کر کاٹا جاتا رہے تاکہ لوگ ان کاٹنے والوں کے ساتھ وابستہ رہ سکیں اور یہ وابستگی کیوں درکار ہے؟ سو اس کی توجیہہ کا بہترین خلاصہ اور لب لباب محترم شورش کاشمیری نے جامع الفاظ میں ظاہر فرما دیا کہ:

کس بانکپن سے رند خرابات نے کہا
یہ ذکر و وعظ سلسلہ نائو و نوش ہے

میں جہاں تک سمجھتا ہوں بدعات کے اس مسلک کا جس میں ہر صوبہ اور ہر شہر اور ہر قصبہ کی بدعات الگ الگ ہیں۔ خلاصہ اور مغز صرف دو چیزیں نکلتی ہیں کھانا پینا اور گانا بجانا ایک طرف محرم کا کھچڑا، رجبی کی پوریاں شب برات کا حلوہ، عرسوں کے الائچی دانے۔ نیاز کی مٹھائی، تیجے کا پلاؤ، دسویں کا زردہ، چہلم کا قورمہ اور برسی کی برفی وغیرہ وغیرہ اور دوسری طرف ڈھول ڈھمکا، گراموفون، ہارمونیم، ستار اور قوالی وغیرہ یہ دو رکوع ہیں کہ جن پر پورے مذہب کی بنیاد قائم ہے۔

حضرات صوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم کا وہ علمی اور عرفانی شکر جو عشق و محبت الٰہی تزکیۂ نفس، تعلق مع اللہ اور روحانی مقامات سے حاصل کیا جاتا تھا آج باجے گاجون اور جسمانی و نفسانی لذات سے اسے دکھلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسی لئے اس میں شور اور ڈھونگ ہے ورنہ حقیقی عشاق اور محبان خدا اور رسول کو اس سے غیرت رہی ہے کہ وہ اپنے بارہ میں عشق کا ذرہ برابر بھی اظہار کریں۔ عشق کی پہلی منزل ترک دعویٰ ہے نہ کہ ادعا اور شورِ عشق کی دوسری منزل وارفتگی ہے نہ کہ خودی کو پرورش کرکے دوسروں کی تحقیر و ملامت۔ بہرحال اس طبقے کے حالات و معاملات، گالم گلوچ۔ تفریق بین المسلمین اور قطع روابط کی مساعی۔ نفرت باہمی پیدا کرنے کی کوشش۔ اس کی واضح دلیل ہے کہ ان حضرات کے پاس ان مذکورہ عنوانات کے سوا کوئی مسلک نہیں ہے ورنہ وہ اسٹیجوں پر مثبت پہلو اور دلائل کے ساتھ اسے شفقت و محبت اور ملنساری سے پیش کرتے۔ ظاہر ہے کہ یہ نفرت انگیزی بدگوئی اور کشیدگی کا مسلک نہ صرف مسلم قوم ہی کے اوپر ایک بدنما دھبہ ہے بلکہ ملک اور قوم کی کوئی صحیح خدمت بھی نہیں ہے اگر ملک کو اسی طرح نفرت باہمی اور اشتعال انگیزی کا شکار بنایا جاتا رہے گا تو آخر اس کا کیا انجام ہوگا؟ یہ مسئلہ ملک اور قوم کے سربرآوردہ اور ذمہ دار لوگوں کے سوچنے کا ہے۔

جہاں تک اس منفی مسلک کی حقیقت واشگاف کرنے کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

# فضائل ذکر

سید عزیز الرحمٰن صاحب

مرسلہ سید فضل الرحمٰن صاحب

— ۲ —

## لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر

## فرمایا رسولِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

(۱) تمام اذکار میں افضل ذکر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور تمام دعاؤں میں افضل دعا الحمدللہ ہے۔

(۲) قیامت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کوئی بھی (فرد) لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والا زمین پر موجود ہے۔

(۳) لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار جنت کی کنجیاں ہیں۔

(۴) جنت کی کنجی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔

(۵) فرمایا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی کثرت سے اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو (یعنی اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو کیونکہ اس سے ایمان تروتازہ ہو جاتا ہے۔

(۶) لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار ورد کثرت سے کرتے رہا کرو۔ قبل اس کے کہ ایسا وقت آتے کہ تم اس کلمہ کو نہ کہو۔

(۷) فرمایا میں ایک کلمہ کو جانتا ہوں کہ جو اسے دل سے حق سمجھ کر پڑھے تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور وہ کلمہ ہے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔

(۸) فرمایا جو شخص اخلاص کے ساتھ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کسی صحابی کے کہنے پر کہ اخلاص کی علامت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخلاص کی علامت حرام کاموں سے اس کو روکنا ہے۔

(۹) فرمایا سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص سے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے۔

(۱۰) فرمایا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کے لئے عرش مبارک سے نیچے کوئی منتہا نہیں (یعنی سیدھا عرش مبارک پر پہنچتا ہے) اور دوسرا آسمان و زمین کو (اپنے نور یا اپنے اجر و ثواب سے) بھر دے۔ وہ ایک کلمہ ہے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور دوسرا اللہ اکبر اَللّٰہُ اَکْبَرُ

(۱۱) کوئی بندہ ایسا نہیں کہ وہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے کہ اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جائیں، یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچا دیتا، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

(۱۲) جو بندہ رات دن میں کسی بھی وقت لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھ لی جاتی ہیں۔

(۱۳) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرش مبارک کے سامنے ایک ستون ہے جب کوئی شخص لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ ٹھہر جاؤ، ستون عرض کرتا ہے کہ کیسے ٹھہروں، حالانکہ (اس) کلمہ طیبہ پڑھنے والی کی ابھی مغفرت نہیں ہوئی ارشاد ہوتا ہے "اچھا میں نے اس کی مغفرت کر دی تو وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

(۱۴) فرمایا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والوں پر نہ موت کے وقت وحشت ہوگی نہ قبر میں اتارتے وقت اسی حدیث مبارک کی طرح ایک دوسری روایت بہت مفصل بیان کی گئی ہے۔ اسی ایک حدیث مبارک ہی سے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی فضیلت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

(۱۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والوں پر نہ قبروں میں وحشت ہے، نہ میدانِ حشر میں۔ اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے قبروں سے اٹھیں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے۔ جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لئے) رنج و غم دور کر دیا۔

(۱۶) فرمایا جو شخص سو مرتبہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا کرے اس کو اللہ رحیم قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ اس کا چہرہ چودھویں چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

(۱۷) لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے نہ تو کوئی عمل (اجر و ثواب میں)، بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑتا ہے۔

(۱۸) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ امین تشریف لائے اور فرمایا کہ خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہذا میری ہی عبادت کیا کرو، جو شخص تم میں سے اخلاص کے ساتھ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی گواہی دیتا ہوا آئے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگا۔

(۱۹) فرمایا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور استغفار سے ہلاک کر دیا جب میں نے دیکھا (کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا) تو میں نے اُن کو ہوائے نفس (بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔ اس حدیث مبارک سے "بدعت" کے وبال اور اُس کے زہریلے اثرات سے بھی خبردار فرمایا گیا ہے، خداوند تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے رسولؐ کے طفیل "بدعت" سے محفوظ رکھے آمین۔

(۲۰) ہر عمل کے لئے اللہ کے یہاں پہنچنے کیلئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور باپ کی دعا بیٹے کے لئے اِن دونوں کے واسطے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

(۲۱) لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا کلمہ اپنے پڑھنے والے سے (ننانوے) قسم کی بلائیں دور کرتا ہے جن میں سے سب سے کم درجہ کی بلا غم ہے جو ہر وقت آدمی پر سوار رہتا ہے۔

(۲۲) فرمایا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ گناہوں کو بہت ہی منہدم کرنے والا (مٹانے والا) کلمہ ہے۔

(۲۳) ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی برائی سرزد ہو جائے تو کفارہ کے طور پر فوراً کوئی نیکی کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے تو حضور (پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ تو ساری نیکیوں میں.

افضل ہے۔

(۲۴) فرمایا جس دن کوئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھے اُس دن اس سے افضل عمل والا وہی ہو سکتا ہے جو اس شخص سے زیادہ یہ تسبیح کر چکا ہو۔

(۲۵) فرمایا بچے کو شروع ہی میں جب وہ بولنا سیکھ رہا ہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا کلمہ سکھاؤ اور جب مرنے کا وقت آئے تو جب بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تلقین کرو۔ یاد رکھو جس شخص کا اوّل کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور آخر کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہو۔ وہ شخص ہزار برس بھی زندہ رہے تو کسی گناہ کا اس سے مطالبہ نہ ہوگا۔

(۲۶) جس شخص کو مرتے وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ نصیب ہو جائے اس سے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے سیلاب سے تعمیر!

(۲۷) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا کلمہ جس شخص کو مرتے وقت نصیب ہو جاتا ہے تو اُس کی سب پچھلی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جنازہ کے ساتھ کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھا کرو۔

(۲۸) حضرت طلحہؓ کو صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ نہایت غمگین بیٹھے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے۔ فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ جو شخص مرتے وقت اُس کو کہے تو موت کی سختی اس سے ہٹ جائے اور رنگ چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم، سے اُس کلمہ کے بارے میں پوچھنے کی قدرت نہ ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اُس کلمہ سے بڑا (افضل) نہیں ہو سکتا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) پر پیش کیا تھا اور وہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔

(۲۹) حضرت شدادؓ فرماتے ہیں جس کی تصدیق حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں؟ ہم نے عرض کیا کوئی نہیں! ارشاد فرمایا کواڑ بند کر دو اور اس کے بعد ارشاد فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھا پھر فرمایا الحمد للہ اے اللہ تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلاف نہیں ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔ خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہاری مغفرت کر دی۔

(۳۰) حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر ایک قبرستان تشریف لے گئے جہاں بنوسلمہ کے لوگ دفن تھے۔ حضرت جبرئیل نے ایک قبر پر پَر مار کر ارشاد فرمایا قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا) اس قبر سے ایک نہایت حسین خوبصورت چہرے والا اٹھا وہ کہہ رہا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ۔ الحمد للہ رب العلمین حضرت جبرئیل نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ لوٹ جاؤ۔ اور وہ چلا گیا (قبر میں واپس گھس کر لیٹ گیا) پھر دوسری قبر پر دوسرا پَر مار کر فرمایا "خدا کے حکم سے کھڑا ہو جا" اس قبر میں سے نہایت بدشکل، کالا منہ کھڑا ہوا وہ کہہ رہا تھا "ہائے افسوس، ہائے افسوس، شرمندگی، ہائے مصیبت" پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اپنی جگہ لوٹ جا اور وہ قبر میں گھس گیا) اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جس حالت پر یہ لوگ مرے ہیں اسی حالت پر اُٹھیں گے۔

(۳۱) فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ میری امت میں سے ایک امتی کو منتخب فرما کر تمام عالم کے سامنے بلائیں گے اور اُس کے ننانوے دفتر اعمال (برائی کے) کھولیں گے۔ ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ منتہائے نظر تک پھیلا ہوگا۔ اس کے بعد اس سے سوال کیا جائے گا کہ ان اعمال ناموں میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں! پھر ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس ان بداعمالوں کا کوئی عذر ہے۔ وہ عرض کرے گا کوئی عذر بھی نہیں، ارشاد ہوگا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے۔ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس پر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوا ہوگا۔ ارشاد ہوگا جا اور اسے اعمال کے ترازو میں) تلوا لے۔ وہ امتی عرض کرے گا کہ اتنے دفتروں کے مقابلہ میں یہ پرزہ کیا کام دے سکے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کہ آج کے دن تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ پھر ان سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور دوسری جانب وہ پرزہ ہوگا تو دفتروں والا پلڑا (اتنا ہلکا ہو جائے گا کہ) ہوا میں اڑنے لگے گا۔ پس یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے کوئی چیز بھی وزنی نہیں۔

(۳۲) فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمام آسمان و زمین اور جو لوگ ان کے درمیان ہیں۔ وہ سب اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں وہ سب کچھ اور جو کچھ ان کے نیچے ہے وہ سب کا سب (نامہ اعمال کے) ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا اقرار دوسری طرف ہو تو یہی کلمہ (وزن میں) بڑھ جائے گا۔

(۳۳) فرمایا ایک مرتبہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ (یا الٰہی) مجھے کوئی ایسا ورد تعلیم فرمایئے جس سے آپ کو یاد کروں اور آپ کو پکارا کروں۔ ارشادِ خداوندی ہوا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ورد کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے رب میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھ ہی کو عطا ہو ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور سات زمین ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور دوسری طرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو رکھ دیا جائے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ والا پلڑا (بھاری ہو کر) جھک جائے گا۔

(۳۴) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا صدقہ ہے۔

## شیخ ابو یزید قرطبی کا واقعہ

شیخ ابو یزید قرطبیؒ فرماتے ہیں میں نے سُنا تھا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھے گا اُسے دوزخ کی آگ سے نجات مل جاتی ہے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے پورا کیا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت اور دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کی صحت

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

# اللہ جل شانہٗ

محمد شفیع عمر الدین (سانگلہ)

مَالِكُ الْمُلْكِ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

ما در جہان غیر خدا یار نداریم
جز یاد خداوند دگر کار نداریم
(حضرت شمس تبریزؒ)

اللہ تعالیٰ سب کا معبود ہے:۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج (البقرہ آیت ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے:۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہ
(الاخلاص آیت ۱)

ترجمہ: کہہ وہ اللہ ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا سب کچھ ہے:۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط
(البقرہ آیت ۲۵۵)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج
(الشوریٰ آیت ۱۲)

ترجمہ: اس کے ہاتھ میں آسمان و زمین کی کنجیاں ہیں۔

وہ بے مثال ہے:۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج (الشوریٰ آیت ۱۱)

ترجمہ: کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔

وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے:۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ (الشوریٰ آیت ۲)

ترجمہ: اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

- پہنچا ہے ہر اک میکش کے آگے دور جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھا نہیں لطف عام اس کا
(مولانا ظفر علی خاںؒ)

اسی نے آسمان اور زمین بنائے ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ہ (الانعام آیت ۱)

ترجمہ: سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اور اجالا بنایا۔ پھر بھی یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔

وہی سب کچھ جانتا ہے:۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ط يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ہ
(الانعام آیت ۳)

ترجمہ: اور وہی ایک اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔ تمہارے ظاہر اور چھپے سب حال جانتا ہے۔ اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

اس کا کوئی شریک کار نہیں:۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ہ
(بنی اسرائیل آیت ۱۱۱)

ترجمہ: اور کہہ دو سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کی سلطنت میں شریک ہے۔ اور نہ کوئی کمزوری کی وجہ سے اس کا مددگار ہے۔ اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو۔

"ف کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ مددگار چاہیے۔ بادشاہوں کے ہاں امیر وزیر پڑ جاتے ہیں اس سے کہ برے وقت ان کی رفاقت کے ہوتے ہیں۔ وہاں یہ مذکور ہی نہیں"۔ (موضح القرآن)

وہی روزی رساں ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ط هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ہ
(الروم آیت ۴۰)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں روزی دی، پھر تمہیں مارے گا۔ پھر تمہیں زندہ کریگا کیا تمہارے معبودوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں سے کچھ بھی کر سکے؟ وہ پاک ہے اور ان کے شریکوں سے بلند ہے۔

یعنی یہ سب چیزیں غیر اللہ کے بس کی نہیں۔

- گواہی دے رہی ہے اسکی یکتائی پہ ذات اس کی
دوئی کے نقش سب جھوٹے ہیں سچا ایک نام اس کا
(مولانا ظفر علی خاں)

وہی آسمان اور زمین کا انتظام کرتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ط يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ہ (التحریم آیت ۱۲)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمینیں بھی اتنی ہی۔ ان میں حکم نازل ہوا کرتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

اس کی ذات، صفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ہ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ہ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ط يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ہ
(الحشر آیت ۲۳-۲۴)

ترجمہ: وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ، پاک ذات، سلامتی دینے والا، امن دینے والا، نگہبان، زبردست، خرابی کا درست کرنے والا، بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ پاک ہے اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا۔ ٹھیک ٹھیک بنانے والا۔ صورت دینے والا۔ اسی کے اچھے اچھے نام ہیں۔ سب چیزیں اس کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں۔ اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

(ف)۔۔۔۔ روایات میں سورۂ حشر کی ان تین آیتوں (هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے آخر تک) کی بہت فضیلت آئی ہے۔ مومن کو چاہیے کہ صبح و شام ان آیات کی تلاوت پر مواظبت کرے۔ (مولانا عثمانیؒ)

(باقی ص ۱۶ پر)

بقیہ

## تکفیر اہل حق اور محترم مدیر چٹان کا حق پسندانہ دفاع

کہ محترم شورش صاحب کاشمیری نے بہترین اسلوب سے یہ فریضہ انجام دیا ہے اور نہایت خلوص اور بے لوثی کے ساتھ اس میدان میں اترے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ممدوح نے نہ دیوبند میں رہ کر کبھی تعلیم پائی ہے نہ یہاں کی شخصیتوں سے کوئی رسمی علاقہ رہا ہے پھر بھی اگر وہ بریلوی افکار و تخیلات کے مقابلہ میں مذہب اہل سنت والجماعت اور دوسرے لفظوں میں مسلک اہل دیوبند کی تائید و تصویب فرما رہے ہیں تو محض مسلک کو حق سمجھ کر ہی فرما رہے ہیں۔

انہوں نے شخصیتوں سے مسلک سمجھ کر تائید نہیں کی بلکہ مسلک کو حق سمجھ کر اس کے چلانے والی شخصیتوں کی حمایت فرمائی ہے اس لئے ان کی یہ حمایت و تائید حقیقتاً مخلصانہ اور فہم و فراست سے پیدا شدہ ہے جس کے لئے دیوبند کے تمام فضلا کو خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں ہوں ان کا شکرگذار اور ممنون ہونا چاہئے اور عبرت بھی پکڑنی چاہئے تمام حضرات فضلائے دیوبند سے خواہ وہ بلاواسطہ فاضل دیوبند ہوں یا بالواسطہ۔ میری نیازمندانہ درخواست ہے کہ وہ جزوی اور فروعی مسائل میں نظری اور فکری اختلافات کو اہمیت نہ دیتے ہوئے۔ اصل سنت اور اصل مذہب اہل سنت والجماعت کے تحفظ کے لئے اجتماعی طور پر جدوجہد اور سعی فرمائیں ورنہ اگر اصل مسلک سنت کو ہم نے اپنی سستی یا غفلت سے کم زور کر دیا یا علم سنت کی روشنی کو پھیکا ہونے دیا تو اس سے جہل کی ظلمات اور بدعات فروغ پا کر قلوب پر چھا جائیں گی اس لئے ضرورت ہے کہ تمام حضرات اہل علم و فضل (اور وہ اکثر و بیشتر منتسبین دیوبند ہی ہیں)۔ اس موقف کو پہچانیں اور یہاں تک میں سمجھتا ہوں شورش صاحب کاشمیری کا یہ جرأت مندانہ اقدام تمام فضلائے دیوبند کی علمی اور عملی تائید کا مستحق ہے۔

میں محترم شورش کاشمیری کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے محض اپنے جذبہ خلوص و حق پسندی اور صرف صداقت سے اس میدان میں اپنے کو ڈال کر ان اکابر اسلاف کی حمایت فرمائی اور ان کی ارواح طیبہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ جنھوں نے

حقیقتاً اپنی زندگیاں دین کے فروغ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تج دی ہیں زبان و قلم کے وقت زبان سے۔ قلم سے اور تیغ و سنان کے وقت تیغ و سنان سے اللہ کا نام اونچا کیا اور اپنی ہستیوں کو اس راہ میں فنا کر دیا یہ محترم شورش صاحب کا ایک قلمی جہاد ہے جس کے لئے اگر اس وقت اعوان کی کچھ کمی بھی ہے تو یہ یقیناً زیادت اور کثرت سے بدلے گی۔ حق اپنے اعوان خود جمع کر لیتا ہے حقانی حق کو پکڑے رہتا ہے اور حق ہزاروں کو پکڑ کر حقانی کا ساتھی اور اس کا ہم نوا بنا دیتا ہے۔

ہم تمام منتسبین دیوبند شورش صاحب محترم کے ان اقدامات کے ممنون ہیں کہ وہ اپنے نیک مقصد کے سبب سے ہماری ممنونیت سے بالاتر ہیں جب کہ انہوں نے کسی ممنونیت کی تحصیل کے لیے یہ قدم نہیں اٹھایا ہے۔ مگر من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے سچے اصول کی روشنی میں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم شورش صاحب کا شکریہ ادا کریں۔ فجزاھم اللہ عنا احسن الجزاء

بقیہ

## فضائل ذکر

میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے۔ اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی تجربہ ہو جائے گا چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو میں نے اپنے لئے ذخیرہ کئے ہوئے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا۔ اور میرے ان نصابوں کے بارے میں بھی بغیر خدا کے کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ مجھے اس واقعہ سے دو بڑے فائدے پہنچے ایک یہ کہ یہ بات تصدیق کو پہنچ گئی کہ ہر اس شخص کو جو ستر ہزار بار لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔ دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے اور دوسرا یہ کہ وہ نوجوان واقعی صاحب کشف ہے۔ جس کے بارے میں میرے دل میں کچھ شبہ تھا۔

محترم بزرگو! صرف گڑ گڑ کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا۔ ہر چیز کو پانے کے لئے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے محنت مشقت اور عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اتنا کچھ پڑھنے اور سمجھنے کے بعد بھی اگر ہم صرف واہ واہ اور سبحان اللہ۔ کیا اجر و ثواب ہے" یہی کہہ کر یہ رسالہ ہاتھ سے رکھ دیں تو یاد رکھیں کہ ہمارے لئے "رضائے الٰہی" کا وہ راستہ پانا بڑا دشوار ہو جائے گا جو ہمیں سیدھا اپنے صاحب بزرگ و برتر تک پہنچانے کا واحد ذریعہ ہے۔ خداوند تعالےٰ نے اب تک رسائی کا بہت ہی آسان گر بتایا ہے اور ہر مقام پر یہی بورڈ اور یہی اشتہار لگوایا ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

(کہف ۱۲/۱۵)

ترجمہ: تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

اور اس میں جو خاص توجہ دلائی گئی ہے وہ ہے عمل! علامہ اقبال (مرحوم) نے کیا خوب فرمایا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

خداوند تعالےٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

**اسی کے حکم کے تابعدار سورج، چاند اور تارے ہیں**

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

ترجمہ: بے شک تمہارا رب ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قرار پکڑا۔ رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے۔ اور وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کئے۔ اسی کا کام ہے پیدا اور حکم فرمانا۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

**اس کے ہاتھ میں مخلوق کے تمام کاموں کی تدبیر و انتظام ہے:۔**

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

(یونس آیت ۳)

ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ وہی ہر کام کا انتظام کرتا ہے اس کی اجازت کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ سو اسی کی عبادت کرو۔ کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے؟

**اسی نے یہ سارا نظام بندوں کے امتحان کے لئے پیدا کیا۔**

(۱) وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ (ہود آیت ۱۱)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ اور اس کا تخت پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

(ف) یعنی اس سارے نظام کی تخلیق و ترتیب سے مقصود تمہارا یہاں بسانا اور امتحان کرنا ہے کہ کہاں تک اس عجیب و غریب نظام اور سلسلہ مصنوعات میں غور کر کے خالق و مالک کی صحیح معرفت حاصل کرتے اور مخلوق ارضی و سماوی سے منقطع ہو کر محسن شناسی اور سپاس گذاری کا فطری فرض بجا لاتے ہو۔ یہ مقام تمہاری سخت آزمائش کا ہے۔ مالک حقیقی دیکھتا ہے۔ تم میں سے کون سا غلام صدق و اخلاص اور سلیقہ مندی سے اچھا کام کرتا ہے۔ اور فرائض بندگی انجام دیتا ہے۔" (حضرت مولانا عثمانی)

(۲) الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ الملک آیت ۲

ترجمہ: (اللہ ہے) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔

**اس کے سوا کوئی کارساز اور سفارشی نہیں**

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

(السجدہ آیت ۴)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو، اور جو کچھ ان میں ہے، چھ روز میں بنایا۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ تمہارے لئے اس کے سوا نہ کوئی کارساز ہے نہ سفارشی۔ پھر کیا تم سمجھتے نہیں؟

(ف) یعنی دھیان نہیں کرتے کہ اس کے پیغام اور پیغمبر کو جھٹلا کر کہاں جاؤ گے؟ تمام زمین و آسمان میں عرش سے فرش تک اللہ کی حکومت ہے۔ اگر پکڑے تو اس کی اجازت و رضاء کے بدون کوئی حمایت اور سفارش کرنے والا نہ ملے گا۔" (مولانا عثمانی)

**وہی بارش بھیجتا ہے:۔**

(۱) هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝ يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

(النحل آیت ۱۰-۱۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی نازل کیا۔ اسی سے تم پیتے ہو۔ تمہارے واسطے اسی سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اگاتا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو غور کرتے ہیں۔

(۲) وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝

(الشوریٰ آیت ۲۸)

ترجمہ: اور وہی ہے جو ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی کارساز حمد کے لائق ہے۔

(۳) هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝

ترجمہ: وہی ہے جو تمہیں خوف یا امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا اور بھاری بادلوں کو اٹھاتا ہے۔

(ف) پہلے بندوں کی حفاظت کا ذکر تھا پھر بد اعمالیوں سے جو آفت و مصیبت آتی ہے۔ اس کا ذکر ہوا کہ خدا کی ذات شان انعام و انتقام دونوں کی جامع ہے۔ اسی مناسبت سے یہاں بعض ایسے نشانہائے قدرت کی طرف توجہ دلائی جن میں بیک وقت امید و خوف کی دو متضاد کیفیتیں پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔ یعنی جب بجلی چمکتی ہے تو امید بندھتی ہے کہ بارش آئے گی اور ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں گر کر ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔ بھاری بادل پانی کے بھرے ہوئے آتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے کہ باران رحمت کا نزول ہوگا۔ ساتھ ہی فکر رہتی ہے کہ پانی کا طوفان نہ آ جائے۔

اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ رحمت الٰہی کا امیدوار رہے۔ مگر اللہ سے مامون اور بے فکر نہ ہو۔" (حضرت مولانا عثمانی)

(۴) وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

(الاعراف آیت ۵۷)

ترجمہ: اور وہی ہے جو مینہ سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر ہم اس بادل سے پانی اتارتے ہیں۔ پھر اس سے طرح طرح کے پھل نکلتے ہیں۔

(باقی ص۱۸ پر)

## بقیہ
## الله جل شانہ

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اس نے تمہارے لئے غلے پھل اور مویشی پیدا کئے

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ښ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

(الانعام آیت ۱۴۱-۱۴۲)

ترجمہ: اور اسی نے وہ باغ پیدا کئے جو چھتوں پر چڑھاتے ہیں اور جو نہیں چڑھائے جاتے۔ اور کھجور کے درخت۔ اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہیں۔ اور زیتون اور انار پیدا کئے۔ جو ایک دوسرے سے مشابہ اور جدا جدا بھی ہیں۔ ان کے پھل کھاؤ جب وہ پھل لائیں اور جس دن اسے کاٹو اس کا حق ادا کرو۔ اور بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور بوجھ اٹھانے والے مویشی پیدا کئے اور زمین سے لگے ہوئے اور اللہ کے رزق میں کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

(ف) کاٹنے کے دن حق ادا کرنے کے معنی زکوٰۃ (عشر) دینا ہے۔ یہ بارانی زمین کی پیداوار سے دسواں حصہ ہے اور جس میں پانی دیا جائے بیسواں حصہ ہے۔

## بقیہ
## بچوں کا صفحہ

کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ جیسا خلیق نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

دعا

الٰہی رحم کن بر ماہما

عفو کن جملہ گناہِ ماہما

سب سے آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے فرمودہ ارشادات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ شاعر نے کہا ہے: ؎

عمل ہی سے بہارِ گلشن دنیائے فانی ہے
عمل ہی زندگی ہے اور عمل ہی زندگانی ہے

ہمیں بھی خدا خلیق اور شریف النفس بنائے اور انؐ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور یاد رکھو آپؐ کی پیروی ہی راہ مستقیم ہے جس کی دعا ہم ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں مانگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری سب دینی و دنیوی حاجات، التجاؤں اور استدعات کو پورا فرمائے آمین ثم آمین۔





# نقد و نظر

## درسِ قرآن

ادارہ تبلیغ و اصلاح لاہور

| | |
|---|---|
| کاغذ | سفید |
| طباعت | عمدہ |
| سائز | ۲۰×۳۰/۸ |
| مجلد | سنہری |

ضخامت

| | | |
|---|---|---|
| حصہ اول | ۶۷۴ | صفحات |
| حصہ دوم | ۶۶۴ | صفحات |
| حصہ سوم | ۵۲۰ | صفحات |

ہدیہ

| | | |
|---|---|---|
| حصہ اول | دس | روپے |
| حصہ دوم | دس | روپے |
| حصہ سوم | آٹھ | روپے |

ناشر اور ملنے کا پتہ

ادارہ تبلیغ و اصلاح آسٹریلین بلڈنگ لاہور

درسِ قرآن کی تین جلدیں پیشِ نظر ہیں۔ ہر جلد قرآنِ عزیز کی ایک منزل اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس طرح تینوں جلدیں کلامِ رحمٰن کی تین منزلوں پر مشتمل ہیں۔

درسِ قرآن کا سلسلہ مئی ۱۹۶۲ء سے شروع ہوا تھا اور آج تک جاری ہے۔ درس قرآن ہر ماہ کی یکم اور سولہ تاریخ کو ایک مختصر سے رسالے کی صورت میں شائع ہوتا ہے۔ جس کا سالانہ چندہ پانچ روپے ہے۔

مذکورہ بالا درس قرآن کی تین جلدیں اسی رسالے میں شائع شدہ ترجمہ و تفسیر کو اکٹھا کرکے نظرِ ثانی کے بعد مرتب کی گئی ہیں۔ ترتیب و نظرِ ثانی کے لئے علمائے حق کا ایک بورڈ قائم ہے جس کی نگرانی میں دینِ حق کی تبلیغ اور قرآن عزیز کی آواز کو عام کرنے کا فریضہ بخیر و خوبی انجام پا رہا ہے۔

زیرِ تبصرہ درسِ قرآن کی حصص میں دائیں جانب کلام پاک کے جدا جدا عربی حروف اور ان کے نیچے الگ الگ لفظوں کا ترجمہ درج ہے۔ ساتھ ہی مشکل الفاظ کی لغوی تشریح اور آیاتِ ربانی کی مختصر مگر جامع تفسیر و تشریح بھی پیش کی گئی ہے۔ جسے معمولی اردو دان بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اس طرح یہ درس قرآن مبتدی حضرات سے لے کر منتہی حضرات تک سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہر جلد کے شروع میں فہرستِ آیات اور آخر میں خلاصہ سورت درج ہے جس سے آدمی بآسانی مضامین کی تلاش کر سکتا ہے۔ اس کی مزید خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر صفحہ پر آیاتؑ میں بیان کردہ مضامین کا عنوان بھی درج ہے چنانچہ درس قرآن کی افادیت کے پیشِ نظر اس کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔

بچوں کا صفحہ

# اخلاقِ نبویؐ

میاں محمد خان تبسم (جھنگ صدر)

آپ جانتے ہیں کہ انسان کی بزرگی اس کے اخلاق سے ظاہر ہوتی ہے۔ میں چند مختصر دلائل کے ساتھ یہ ثابت کرونگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق سارے عالم یعنی سب خلقِ خدا سے بلند تھا۔

اس کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ خود اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:۔

اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْمٍ

(ترجمہ) بے شک تو بزرگ اخلاق پر ہے

حضرت خدیجہ رضؓ پچیس برس تک آپؐ کے ساتھ رہیں۔ انہوں نے نبوّت کے آغاز میں آپ کو ان الفاظ سے اطمینان دلایا تھا۔ "ہرگز نہیں، خدا کی قسم، خدا آپ کو کبھی غمگین نہیں فرمائے گا۔ آپ ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑتے ہیں، قرضداروں کا قرض ادا کرتے ہیں، غریبوں کی امداد فرماتے ہیں، حق کی حمایت کرتے ہیں اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں"۔

حضرت عائشہ رضؓ کو نو برس آپؐ کی خدمت کرنے کا شرف نصیب ہؤا۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ "آپ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلے میں برائی کبھی نہیں کی۔ ہمیشہ آسان بات کو اختیار فرمایا۔ بشرطیکہ وہ گناہ کی بات نہ ہوتی۔ آپ نے کبھی نام لے کر کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی۔ کبھی کسی انسان یا جانور کو ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ کسی کی کوئی واجبی درخواست رد فرمائی۔ گھر میں تشریف لاتے تو ہنستے اور مسکراتے ہوئے۔ دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے کہ سننے والا چاہے تو یاد کرے"۔

حضرت علیؓ کو ۲۳ برس تک آپؐ کی خدمت کرنے کا موقع عطا ہؤا۔ انہوں نے آپؐ کے اخلاق کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے۔ "آپ خندہ جبیں، نرم خو اور مہربان طبع تھے۔ کوئی برا کلمہ زبان سے کبھی نہ نکالتے تھے۔ عیب جو نہ تھے، ناپسند بات درگذر فرماتے تھے اور سب کے لئے باعثِ راحت و رحمت تھے"۔ یہ ہے دوسرا ثبوت کہ آپؐ کے سارے رفیق اور گھر والے آپؐ کے اچھے اخلاق کے قائل تھے۔ آپؐ کے اخلاق سے اپنے تو درکنار کافر لوگ بھی بہت متاثر ہوئے اور دولتِ ایمان سے مالا مال ہوئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کہیں جا رہے تھے راستے میں آپؐ نے ایک بڑھیا کو دیکھا جس کے سر پر لکڑیوں کا ایک بہت بڑا گٹھا تھا جسے وہ بیچاری نہایت تکلیف سے اٹھائے جا رہی تھی جب آپؐ نے اس کا قابلِ ترس حال دیکھا تو آپؐ نے اس سے گٹھا لے کر اپنے سر پر رکھ لیا اور اسے کہا کہ آپ آگے چلیں میں آپ کو گھر تک پہنچا آؤں گا وہ بوڑھی دعائیں دیتی ہوئی جا رہی تھی جب اس کا گھر آگیا تو اس نے گٹھا لے کر رکھ دیا۔ اور حضورؐ سے کہا کہ محمدؐ نامی ایک جادوگر (نعوذ باللہ) ہے جو لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مائی محمدؐ میں ہوں میں جادوگر نہیں بلکہ اللہ کا فرستادہ پیغمبر ہوں۔ وہ فوراً مسلمان ہو گئی۔ یہ آپؐ کے حسنِ اخلاق کا نتیجہ تھا۔ الغرض لاکھوں مسلمان اسی طرح آپؐ کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر ایمان لائے اور جنتی بنے۔

آپؐ کے اخلاقِ حمیدہ کے متعلق ہزاروں واقعات ہیں جو کتابوں کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم آپؐ کے اخلاق

(باقی صـ۱۸ پر)

## بحضور سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

سید لیاقت صہبائیؔ

| | |
|---|---|
| سلام، سرورِ کونین، قبلہ گاہِ حیات | سلام، محرمِ انوارِ حسن و جلوۂ ذات |
| سلام، بارگہِ کبریا کے عبدِ جلیل | سلام، اہلِ عبادت کے سلسبیلِ نجات |
| سلام، محیطِ احکامِ خالقِ اکبر | سلام، باعثِ تکوینِ مشرقین و جہات |
| سلام، عظمتِ اسرارِ معرفت کے امین | سلام، نورِ مجسّم، سلامِ قدسِ صفات |
| سلام، مصحفِ قرآں کے شارحِ اعظم | دلوں میں نورِ بصیرت سمو دیا تُو نے |
| سلام، لمِ حقیقی کے بحرِ بے پایاں | نشانِ جہل زمانے سے کھو دیا تُو نے |
| سلام، مصدرِ مہر و وفا و خُلقِ عمیم | دلوں میں بیج محبت کا بو دیا تُو نے |
| سلام، نورِ صداقت کے مرکز و محور | ضلال و کفر کا آئینہ دھو دیا تُو نے |
| سلام، بیکس و نادار کے انیس و شفیق | کرم ہے کافی ترا ایک، سو بلاؤں میں |
| سلام، مخزنِ اسلام، قبلۂ ایماں | ترا ہی نور ہے کونین کی فضاؤں میں |
| سلام، کالی کملیا کے اوڑھنے والے | جہانِ خُلد ترے گیسوؤں کی چھاؤں میں |
| سلام، بحرِ سخاوت اکہ فیض سے تیرے | شہنشہی، تری دہلیز کے گداؤں میں |
| سلام، صاحبِ اعجاز، مظہرِ قدرت | فقط اشارے سے مہتاب توڑنے والے |
| سلام، نغمۂ توحید کے سحر آموز | بشر کو خوابِ گراں سے جھنجھوڑنے والے |
| سلام، صاحبِ معراج ﷺ براق نشیں | نشانِ راہ، سرِ عرش چھوڑنے والے |
| سلام، روحِ تمدّن سنوارنے والے | سلام، وقت کے دھاروں کو موڑنے والے |

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱-۲۷۳۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء